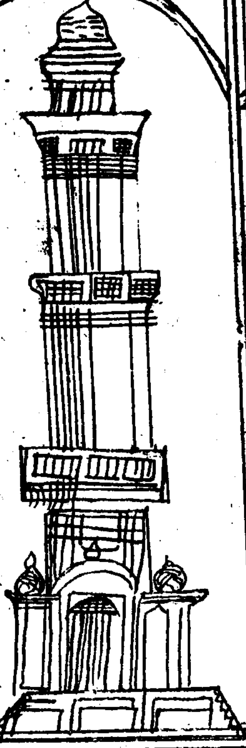
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص اور معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذہب والوں سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲

نمبر ۳۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۶ء مطابق ۳ - رجب ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رویا

۲۱-اگست ۱۹۰۶ء - (۱) شب گذشتہ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ اس قدر زنبور ہیں۔ (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) اور ٹڈی دل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اسقدر ہیں۔ کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہی ہیں۔ جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور میں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو۔ اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کرینگے۔ اور وہ یہ آیت ہے

واذا بطشتم بطشتم جبارین

پھر بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

(۲) الہام ہوا۔

نصرت بالرعب قالوا لات حین مناص۔

ترجمہ۔ رعب کے ساتھ تیری نصرت کیگئی اور مخالفوں نے کہا۔ اب کوئی جائے پناہ نہیں

(۳) قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا

صبر کر خدا تیرے دشمن کو ہلاک کریگا"

نشانات مرزا

عرصہ ہوا میں نے الہامات مرزا کا ایک مختصر سا جواب شایع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر میری مصروفیت اور کتاب مذکور کی عدم اہمیت نے ابتک مجھے توجہ کرنے نہ دی۔ اب بعض احباب کی یاد دہانی سے میں نے اس رسالہ پر مکرر نظر کی ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب میں ایک رسالہ شایع کرسکوں گا۔

زکوٰۃ فنڈ

کچھ عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مخدومی مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب نے مد زکوٰۃ کے متعلق احباب کو بوقت توجہ دلائی تھی۔ اور ایک چٹھی انہوں نے شایع کی تھی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک معقول رقم امین زکوٰۃ فنڈ کے پاس جمع ہوگئی جس نے مصارف زکوٰۃ میں بہت مزید مدد دی اس مد زکوٰۃ میں سے مساکین کی ایک خاص مقدار کو ۶۵ ماہوار کے قریب وظایف دئے جاتے ہیں یہ وہ مساکین ہیں۔ جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی مختلف جماعتوں میں اور شاخ دینیات میں تعلیم پاتے ہیں۔ لیکن ایک فوری جوش کے بعد یہ تحریک سرد ہوگئی۔ اور مد زکوٰۃ کی آمدنی اس قدر کم ہوگئی کہ جولائی ۱۹۰۶ء کے وظایف کا بل ادا کرنے میں امین زکوٰۃ فنڈ کو مشکل پیش آئی۔ اسلئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ بار بار اس تحریک کو پیش کیا جاتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احباب اس مد میں بڑی احتیاط سے کام لینگے۔ اور یہ ایسی مد ہے۔ کہ اس سے بڑے بڑے دینی کام سرانجام پا سکتے ہیں۔ قادیان جو امام الزمان کے نزول کا مقام ہے۔ زکوٰۃ کے جمع ہونے کا اصل مرکز ہے۔ اس لئے اپنے طور پر زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنیکی دلیری نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ احباب کو مناسب ہے کہ وہ اپنے ہاں کی زکوٰۃ جمع کرکے امین زکوٰۃ فنڈ قادیان کے نام بھیجدیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی غالباً اس امر کی یاد دہانی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ مختلف مدات کا روپیہ ایک شخص کے نام بھیجنے سے بارہا منع کیا گیا ہے لیکن اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ ہمیشہ یاد رکھو۔ کہ میگزین کا روپیہ مینجر میگزین کے نام لنگر کا روپیہ حضرت اقدس کے نام الحکم کا روپیہ مینجر الحکم کے نام۔ مدرسہ کا روپیہ امین مدرسہ کے نام۔ مقبرہ بہشتی کا روپیہ فنانشل سکرٹری مجلس کارپردازان مصالح قبرستان کے نام آنا چاہیئے۔

جنازہ

ڈاکٹر ممتاز علی خان صاحب

سمالی لینڈ بربرہ کی بیوی فوت ہوگئی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب جماعت احمدیہ سے اپنی بیوی کے لئے جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو بخشے آمین

ضرورت دعا

منشی محمد ابراہیم صاحب ٹریژری اسسٹنٹ کراچی کا یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو امتحان ہے جسمیں بعد کامیابی ترقی کی امید ظاہر کرتے ہیں ناظرین الحکم انکے لئے کامیابی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو امتحان میں کامیابی عطا کرے۔ آمین

فوری ذلت

فاعتبروا یا اولی الابصار

مل ۲۳ جولائی ۱۹۰۶ء کو بوقت ۹ بجے شب کے حاجی الحرمین مولوی ابوتراب عبدالوہاب صاحب سرگروہ اہل حدیث صدر بازار دہلی جن کا ذکر خیر ناظرین الحکم مورخہ ۲ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۰ پر عنوان بعے ظالموں نے ڈاڑھی مع بُڈ ڈالی ۔ پڑھ چکے ہیں ۔ اتفاق سے اخویم مستری قادر بخش ساکن [illegible] اہل حدیث انجنیر برف خانہ کوڑیا پل کے مکان [illegible] نے رفیق اہل [illegible] مولانا [illegible] الحدیث [illegible] لیگئے تھے [illegible] رکھتے [illegible] اور کہا کرتے تھے کہ اور کوئی مولوی تو دہلی میں [illegible] مہذبانہ گفتگو کرنیوالا نہیں رہا ۔ الغرض مولوی عبدالوہاب صاحب بڑے فاضل اور [illegible] نیز مستری قادر بخش صاحب سے ان کو دلی تعلق بہت بڑا ہے اور مستری صاحب ان کے بڑے معتقد ہیں ۔ وہ حج سے واپس آجا دینا تو مرزائی [illegible] ڈالیں گے ۔ بعد انتظار شدید کے خدا [illegible] مولوی صاحب کا نزول جسمانی مع الخیر دہلی [illegible] معتقدین مولوی صاحب کے استقبال کے واسطے ریلوی اسٹیشن پر پہونچے ۔ گاڑی سے اترتے ہی بعد مزاج پرسی وغیرہ کے کسی اور [illegible] یہہ گوش گذار دیا کہ آپ کے پیچھے تو اہل حدیث مرزائی ہو گئے خصوصاً آپ کے [illegible] معتقد مستری قادر بخش صاحب تو ایسے پکے مرزائی [illegible] ہیں کہ ہیڈ کوارٹر ہی برف خانہ ہوگیا [illegible] وہاں [illegible] قرآن و حدیث کے ایسے [illegible] بیان ہوتے ہیں کہ ہر شخص جو سنتا ہے بغیر [illegible] پاتا ۔ اس سے اکثر اہل حدیث مذہب [illegible] ہوتے چلے جاتے ہیں ۔ اور مولوی محمد بشیر کے اگروں [illegible] مرزائی پارٹی ہر ایک کے ذہن میں جما لی ہے [illegible] جلتے ہیں تو فوراً خطاب منکر قرآن و حدیث کا پاتے ہیں ۔ اس سے اور بھی وہ باتیں دل پر زیادہ جم جاتی ہیں ۔ سنا گیا کہ ایسی جگہ دوز خبر سنکر حاجی الحرمین نے چشم پر آب ہو کر اظہار رنج کیا کہ ایسا معزز معتقد شخص یعنی مستری قادر بخش صاحب کس طرح مرزائیوں کے [illegible] پھندہ میں آگیا ۔ مظہر نے کہا کہ حضرت [illegible] خانہ دہلی میں ایک پنجابی قاسم علی مرزائی تھا ۔ جسکو [illegible] خانہ سے مرزائی ہونیکی وجہ سے علیحدہ کر دیا اور خیال تھا کہ دہلی میں مرزائیت کا اب خیر جانہ ہوگا ۔ مگر علیحدہ ہو کر تو وہ ایسا [illegible] کہلاکہ کہیں مولوی محمد بشیر کے اشتہار کہیں ثناء اللہ امرتسری پر لعنتوں کی [illegible] کہیں عیسائیوں کے گلے کا ہار رہا [illegible] مرزائیت کا اظہار کرے گا ۔ اور دن رات برف خانہ میں یہی چرچا کہ لوگوں نے قرآن پر عمل چھوڑ دیا اسلئے وہ بیہودیانہ کام کرنے لگ گئے ۔ خدا پر ایمان نہیں رہا ۔ رسالت کو بالکل بھلا دیا ہے [illegible] پڑھنا ہے سمجھ قرآن [illegible] یہہ سب کچھ پیر لوگوں کی تعلیم بد سود کا اثر ہے ۔ اب ہم کو زندہ قرآن اور زندہ خدا اور زندہ رسول محمد صلعم کا پتہ دیں ۔ مردہ پرستی چھوڑ دو کہ مسیح وفات شدہ کو جو مثل دیگر انبیا بنی اسرائیل کے نبی تھا آج تک زندہ مانکر خدا کی پاس آسمان پر بٹھا اور افضل الرسل خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کو وفات شدہ جا کر زیر زمین دفنائے اور ان باتوں سے عیسائیوں کی خدائی کو [illegible] کو ایسی [illegible] ہے [illegible] عقائد کو [illegible] قصہ [illegible] لگتا ہے ۔ اسلئے چند اہل حدیث نے مولوی عبدالوہاب صاحب کو اور [illegible] مولوی احمد اللہ امام مسجد کوچہ خان چند کو مستری قادر بخش صاحب اور دیگر [illegible] نے مرزائیوں کے سمجہانیکے واسطے برف خانہ میں لیجاکر سمجہانا چاہا ۔ اور کیے بعد دیگرے گئے مگر [illegible] وہ (قاسم علی) وہاں موجود پایا [illegible] اون سے انکی گفتگو کرائی جس کا [illegible] اہل حدیث پر [illegible] مرزائی کی باتیں بہت سیدہی اور صاف عام فہم ہوتی [illegible] جسکو ایک سامع نہایت آسانی سے سمجھ جاتا تھا ۔ ہمارے مولویوں کی جب جوابدہی کا وقت آتا تھا تو وہ ایسی [illegible] کہدیتے تھے کہ جس سے ہم کو سخت ندامت ہوتی تھی ۔ مثلاً مولوی عبدالوہاب نابینا نے [illegible] مرزا صاحب کو برا کہنا شروع کیا اس سے ضرورت پڑی کہ [illegible] کو روک کر کہا کہ اصل مسئلہ حیات وفات مسیح میں [illegible] شبہات واقع ہو گئے ہیں آپ انکا دفعیہ کریں جبوقت مرزا کے متعلق گفتگو ہوگی [illegible] پیش کرنا ۔ اسکے بعد مرزائی نے پوچھا کہ حافظ صاحب آپکا عقیدہ مسیح ابن مریم کے حیات و وفات صعود و نزول کی بابت کیا ہے ۔ حافظ جی نے ایسا [illegible] جواب دیا کہ سامعین نہایت ہی شرمندہ ہوئے ۔ یعنی مرزائی نے [illegible] مرتبہ عقیدہ پوچھا حافظ جی نے ہر بار جواب دیا کہ مرزا نے جو دلائل وفات مسیح اپنی کتابوں میں لکھے ہیں غلط ہیں اس پر بھی سامعین کو حافظ جی سے کہنا پڑا کہ آپ کیوں غیر متعلق خلاف سوال جواب دیتے ہیں ۔ کیوں نہیں کہدیتے کہ اہل حدیث کا عقیدہ مسیح علیہ السلام کی بابت بتلا دیتے جس کو سب [illegible] عقیدہ کی خبر ہی ہو جائے ۔ اور آگے گفتگو چلے ۔ مگر انہوں نے نہ بتلانا تھا نہ بتلایا ۔ منشی محمد یعقوب صاحب نے مرزائی کو مجبور کیا کہ وہ دلائل وفات مسیح پیش کرے ۔ اس نے طوعاً کرہاً منظور کر کے تحریری دلائل پیش کر دئے اور تحریری جواب مانگا ۔ ایک ہی پرچہ [illegible] کا [illegible] اور جواب الجواب مرزائی کا دیئے کے واسطے [illegible] وقت گذر جانے کے دوسری دن پر گفتگو ڈالی گئی ۔ سامعین [illegible] اہل حدیث ہی تھے ۔ اور ایک حافظ جو آجکل مسجد متعصب میں عبدالحکیم نام رہتے ہیں اور اہل حدیث [illegible] حافظ عبدالوہاب صاحب کو [illegible] کا نتیجہ [illegible] قابل نہیں ہے [illegible] اسلئے حافظ صاحب یہاں نہ آویں ۔ انہوں نے اس سے [illegible] کیا ۔ پہر دوسری مرتبہ مولوی احمد اللہ صاحب امام اہل حدیث [illegible] مسجد کوچہ [illegible] انکی حالت [illegible] عزت اہل حدیث کی کہو دی ۔ اور [illegible] قلم سے [illegible] ہاتھ پڑ گیا کہ ہمارے مولوی تو ناقابل جواب ہیں ۔ اور اس [illegible] مولوی ثناء اللہ امرتسری کو حافظ [illegible] بھیجا تھا [illegible] اور پہر جواب دیا کہ جس کا مرزائی مذکور نے بڑا لمبا جواب الجواب لکہکر شائع کر دیا مگر [illegible] مولوی محمد بشیر کے نام ایک اشتہار خلوت اور جلوت کا راز [illegible] کیا اور [illegible] اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا انہوں نے [illegible] کوئی جواب نہیں دیا ۔ ایک اور غضب اوس مرزائی نے یہہ کیا کہ ایک مباہلہ کا اشتہار [illegible] سب مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام بنام [illegible] شائع کیا [illegible] وقت مرزائی ہو جائے ۔ [illegible] ایک اور اشتہار جس میں مرزا [illegible] کے واسطے واسطہ خدا کا [illegible] سنایا ۔ اور اسکے بعد ایک اور اشتہار جس میں تمام مسلمانوں کو مرزا کہتا ہے کہ اپنے اپنے پیروں اور مولویوں کو میرے مقابلہ میں [illegible] آریہ کے قتل [illegible] سکھ [illegible] مرزا لکہتا ہے کہ تو میرے مقابلے میں قسم کہالے پانچسو روپیہ دیدے دونگا اگر ایک سال کے اندر مر نہ جاوے ۔ اسکے بعد پہر ایک آریہ کو جو اشتہار دیا ہے کہ وہ میرے مقابلے میں قسم کہائے اگر ایک سال تک مر نہ جاوے تو دس ہزار روپیہ دونگا ۔ اسکے بعد عیسائیوں آریوں [illegible] اشتہار دیا ہے وہ سنایا ۔ غرض مولوی صاحب کیا کہیں [illegible] ہماری طرف سے ان اشتہاروں کا نہ کوئی جواب ہے نہ کوئی ہمارا مولوی ہی مباہلے کے واسطے کہڑا ہوتا ہے [illegible] سکتے ہیں [illegible] جو کتابیں اونکی [illegible] بہی اوس کی (قاسم علی) پاس سب موجود ہیں [illegible] ہوتا ۔ اور مباہلے کے اشتہار کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے ۔ بلکہ مولوی ثناء اللہ [illegible] صاف لکہدیا کہ میں ایسی مقابلہ کی جرات نہیں کر سکتا ۔ غرض ان حالات کو سنکر [illegible] مولوی عبدالوہاب صاحب تاڑ گئے کہ اگر میں وہاں گیا اور یہی حالت میرے ساتھ ہوئی تو اس سے یہہ ساری [illegible] جو اس وقت تک میری [illegible] موجود ہے جاتے رہینگے اور قلعی [illegible] ۔ آپ نے [illegible] وعظ اور [illegible] شروع کر دی کہ تم وہاں جاؤ نہیں اونکی باتیں مت سنو ۔ اونکی صحبت اچھی نہیں ۔ مت بیٹھیں [illegible] اپنے مولوی کی فرمان پر گردن جہکا کر آمنا و صدقنا کہا ۔ مگر چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ ...... میلش اندر طعنہ پاکان برد

آپ نے اپنی جماعت کے درستی کیواسطے کچھ کچھ خلاف مسیح موعود علیہ السلام کے کہنا شروع کیا پورے طور پر اصلاح عقائد جماعت خود نہ کر سکے تھے کہ وہ آسمانی بلا اون پر یک لخت ٹوٹ پڑی جس کا ذکر الحکم [illegible] مئی ۱۹۰۶ء میں زیر عنوان بعے ظالموں نے ڈاڑھی مونڈ ڈالی [illegible] ہو چکا ہے

اس سے نکل کر آپ کو ڈاڑھی مرنیوں کی فکر پڑی اور اس وقت تک بڑی جد جہد سے آپکی انصف ڈاڑھی بمقابلہ سابقہ برآمد ہو گئی ہے ۔ اب ذرا دنیا کی ہوا کہانی آپ کو نصیب ہوئی تھی اور کل ۹ بجے شب کے

واللہ اعلم کس مصلحت سے آپ برف خانہ میں تشریف لے آئے۔ میں بھی خلاف معمول روزانہ وہاں جا پہونچا۔ چونکہ اجتک مجھے آپ کی صورت شناسائی نہ تھی یا شاید آپ مجھی پہچانتے تھے اخویم مستری قادر بخش صاحب نے مجھے انٹرڈیوس کرایا مصافحہ کر کے میں بیٹھ گیا اور مندرجہ ذیل گفتگو شروع کی۔

عاجز۔ مولویصاحب سنا ہے کہ کوئی مقدمہ آپ کے خلاف ہو رہا ہے۔ اوس کی کیا کیفیت ہے؟

مولویصاحب۔ واللہ اعلم۔ میں بھی سنتا ہی ہوں۔ پورا حال نہیں جانتا۔

یہ سنکر میں وہاں سے اوٹھ کر مستری صاحب کی نشست میں لمپ کی روشنی میں اخبار اہلحدیث جو آج ہی آیا تھا دیکھنے چلا گیا تو منشی محمد یعقوب صاحب نے جو وہاں موجود تھے اور مرزا صاحب علیہ السلام کے سخت مخالف ہیں مولویصاحب سے اونکا عقیدہ دربارہ تحقیق بابت حیات ممات مسیح و نزول جسمانی دریافت کیا۔

مولویصاحب۔ قرآن و حدیث میں حیات و وفات مسیح ابن مریم کی بابت کوئی نص صریح موجود نہیں ہے اسلئے اس میں گفتگو کرنا خلاف منشاء خدا و رسول ہے

منشی صاحب۔ تو پھر نزول کی بابت آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

مولویصاحب۔ بیشک مسیح اسرائیلی رسول اللہ نازل ہونگے خواہ مر گئے ہوں خواہ زندہ ہوں۔

یہانتک کلام ہوئی تھی کہ میں بھی اخبار چھوڑ کر آگیا اور مولویصاحب سے پوچھا۔

عاجز۔ مولناجب کہ قرآن و حدیث میں حیات و ممات کا کوئی ذکر نہیں تو اس عقیدہ حیات مسیح و صعود و نزول بجسد عنصری کی بنیاد کیا ہی؟

مولویصاحب۔ البتہ بہت سی بے معنی اور لایعنی ابل زمال کی اچھا یہ عقیدہ غلط سہی تم اسکے تردیدی دلائل بیان کرو جس سے اسکی غلطی ظاہر ہو جاوے۔

عاجز۔ حضرت عقیدہ آپکا ہے میں تو اس کا منکر ہوں آپ منکر سے دلائل انکار طلب فرماتے ہیں آپ جب تک اثبات عقیدہ خود سے فارغ نہ ہو جاویں اور اس کی دلائل نہ بیان کریں میں تردید یا تسلیم کس امر کی کروں۔ میرا قول تسلیم ہی کافی ہے۔ میرے ذمہ تردیدی دلائل کا پیش کرنا ہی واجب نہیں۔ افسوس ہے آپ مدعی اور منکر منصب نہیں جانتے۔

مولویصاحب۔ لیکن [illegible] اور کہیں [illegible] اور کہیں جسم کا نام مسیح ابن مریم ہے اور کہیں [illegible] جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے وغیرہ وغیرہ [illegible] جس جسم کو وہ قتل کرنا چاہتے تھے اوس کو خدا نے [illegible] لیا تھا۔ اور خدا آسمان [illegible] ہے۔

عاجز۔ مولویصاحب آپ کی تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیح ابن مریم کو نہیں قتل کرنا چاہتے تھے بلکہ اوس جسم کو قتل کرتے تھے اور اوسی کے قتل کی نفی خدا نے فرما کر اوس کے آسمان پر اوٹھانیکا ذکر کیا ہے یعنے یہودی جسم کو قتل کرنیکے مدعی تھے خدا جسم کے قتل ہونیسے انکار فرماتا ہے اور جسم ہی اوٹھانیکو بیان کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ متنازعہ فیہ امر قتل جسم دافع جسم تھا نہ مسیح ابن مریم حالانکہ قرآن مجید میں تو روح کا ذکر ہے نہ قتل جسم کا تذکرہ یہہ ایجاد بندہ جو سراسر گندہ ہے آپکی اصلاح قرآنی یا اعتقاد سامی ہی افسوس ہے کہ آپ کو اصل غرض قاتلوں کی معلوم نہیں کہ وہ اس قتل مسیح سے نتیجہ کیا نکالتے تھے۔

سلسلہ کلام یہانتک پہونچا تھا کہ مولویصاحب کا برادر اصغر مضطربانہ آپہونچے اور علیحدہ لیجا کر مولویصاحب سے کچھہ کہا کہ گئیں مباحثہ تو سب حضرت کو بھول گیا چپکے سے اپنے بھائی کے ساتھہ ہمراہی منشی محمد یعقوب صاحب چلدئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ بمقدمہ فوجداری وارنٹ گرفتاری براے [illegible] پولیس لیکر دولت خانہ آنجناب پر موجود ہے۔ آپ دو شب تک روپوش رہے پیر کو ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء کے دن ضمانت دو صد روپیہ عدالت میں نقد داخل کر کے باہر نکلنے کے قابل بنے۔

ناظرین شاید یہہ خیال کریں کہ کسی دینی معاملہ میں یا تبلیغ حق کیوجہ سے جناب والا پر یہہ ابتلا آیا ہے تو مت لین کہ ہرگز نہیں کیا کبھی کسی مولوی کو بھی دینی ابتلا آسکتی ہے؟ جبکا مذہب اپنے اپنے فریق کو خوش رکھنا ہوتا ہے مولوی اور دینی ابتلا ؎

این خیال است و محال است و جنون

یہہ ابتلا نہیں ہے بلکہ شامت اعمال ہے۔ جس مقدمہ میں وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے وہ حمل ناجائز کا مقدمہ ہے جس میں مولوی صاحب اور ایک دوسرا شخص [illegible] مولوی صاحب [illegible] اور دوسرا اصل مرتکب امر فعل حرام کا بتایا گیا ہے۔ ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء عدالت میں پیشی مقدمہ کی مقرر ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے۔ مفصل حالات مقدمہ سے پھر اطلاع دی جاوے گی۔ فقط

عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی
۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء

[illegible] ۔۔۔ [illegible] تعلیم الاسلام [illegible] صاحب [illegible]

[illegible] ۔۔۔ ماسٹر صاحب احمدی جماعت سے درخواست نماز جنازہ کی کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک تازہ خط

(منقول از روانہ پیسہ اخبار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

محبی اخویم ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سلمہ۔
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اور جو خط مولوی محمد علی صاحب کے نام آیا تھا۔ میں نے اس کو سنا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ میرے مخالف لوگ ہم پر تہمتیں لگاتے ہیں تکفیر کے معاملہ میں اصل بات یہ ہے کہ پہلے میں ان تمام لوگوں کو کلمہ گو خیال کرتا تھا اور کبھی میرے دل میں نہیں آیا کہ ان کو کافر قرار دون پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت ایک استفتاء تیار کیا اور وہ استفتاء مولوی نذیر حسین دہلوی کے سامنے پیش کیا اور اونہوں نے فتوے دیا کہ یہ شخص اور اس کی جماعت کافر ہیں۔ اگر مر جاویں تو مسلمانوں کی قبروں میں ان کو دفن نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بعد اس کے دو سو مہر تکفیر کی اس فتوے پر مولویوں کی لگائی گئیں۔ یعنی تمام پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے اسپر مہریں لگا دیں کہ درحقیقت یہ شخص کافر ہے۔ بلکہ یہود و نصارے سے بھی زیادہ کافر ہیں۔ اور اگر یہ مسلمان ہیں تو پھر ہم کافر ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے پس اس بنا پر ہمیں ان لوگوں کو کافر ٹھہرانا پڑا۔ ورنہ ہماری طرف سے ہرگز اس بات کی سبقت نہیں ہوئی۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ ان لوگوں نے خود سبقت کی۔ اس کا فتوے پہلے ان لوگوں کی طرف سے شائع ہوا۔ ہم نے کوئی کاغذ ان لوگوں کی تکفیر کا شائع نہیں کیا۔ اب جس شخص کو یہ امر گران گزرتا ہو کہ اس کو کیوں کافر کہا جائے تو اس کے لئے یہ سہل امر ہے کہ وہ اس بات کا اقرار شائع کر دے۔ کہ میں ان لوگوں کو کافر نہیں جانتا بلکہ یہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے ان کو کافر ٹھہرایا۔ اسی بات کا ہمارے مخالفوں مولوی محمد حسین وغیرہ کو اقرار ہے کہ بموجب اصول اسلام کے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

پس جبکہ پنجاب ہندوستان کے تمام مولویوں نے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا [illegible] بھی لکھا کہ یہ کافر اور دین اسلام سے خارج ہیں۔ تو پھر اس میں ہمارا کیا گناہ ہے ان کو [illegible] جاوے خود [illegible] کہ مسلمان کو کافر ٹھہرانے والا خود کافر ہو جاتا ہے اور اگر پہلے اس فتوے تکفیر کے پہلے ان کو کافر ٹھہرایا تو وہ کاغذ پیش کرنا چاہئے۔ پھر جو شخص مولوی محمد حسین اور نذیر حسین وغیرہ کو باوجود اس فتوے کے مسلمان جانتا ہے۔ تو یہ کہسکتا ہے اور اگر ہمیں مسلمان جانتا ہے تو گویا ہم کو مسلمان قرار دیتا ہے پس یہ ہے اصلیت اس امر کی کہ ہم ان لوگوں کو کافر کہنے کیلئے مجبور ہوئے۔ والسلام۔ نقل دستخط میرزا غلام احمد صاحب

خاکسار میرزا غلام احمد

دارالامان کا ہفتہ

(۱) اعلیٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صحت الحمدللہ ہر طرح سے مسرت افزا ہے آپ کے اہل بیت اور خدام بھی ۔۔ عافیت کے ساتھہ حمد الہی کرتے ہیں۔

(۲) بزرگان ملت بدستور خدمت دین میں معروف ہیں مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی ابھی تک اپنے وطن میں ہی ہیں اور قادیان آنے کے لئے تیار۔

(۳) حقیقت الوحی ایک مختصر رسالہ کی صورت سے نکل کر مبسوط کتاب کی شکل اختیار کر چکی ہے اور بڑی خوشی کی بات یہہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔ کہ یہہ کتاب عجیب و غریب مضامین کا مجموعہ اور حضرت حجتہ اللہ کے دعاوی کے متعلق دلائل کا کافی ذخیرہ اور تائیدی نشانات کی ایک مفید تعداد اس میں رکھ گئی ہے۔ اب ہر طرح سے یہہ کتاب ایک مکمل کتاب ہو گی۔ کاتب لکھہ رہا ہے اور پریس چھاپ رہا ہے

(۴) بارش خوب ہو چکی ہے۔ فصلیں لہلہا رہی ہیں

(۵) آج منشی نذر محمد صاحب بے۔ اے۔ اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس امرت سر سرکل تعلیم الاسلام سکول قادیان کے معائنہ کے لئے تشریف لائے ہیں ۲۰ اگست ۱۹۰۶ء تک قیام کرینگے۔

اعتذار

مجھے نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ کچھ دنوں سے مطبع کے بعض نقایص کی وجہ سے ۱۴ اگست ۱۹۰۶ء کا الحکم شائع نہیں ہو سکے گا۔ سرپرستان الحکم کو اس سے جو رنج اور صدمہ ہوا ہے اس سے زیادہ میں اسے محسوس کرتا ہوں اور اور میں اس فکر میں ہوں اللہ تعالے کے فضل سے امید ہے کہ نمبر کا پہلا پرچہ اپنے ٹھیک وقت پر شائع ہو سکے گا۔ (انشاء اللہ العزیز) میں بفضل خدا اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کروں گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاہیر اسلام

شیخ شہاب الدین سہروردی

اسلامی دنیا میں فلسفہ اور منطق کا عام رواج خلفائے عباسیہ کے زمانہ میں ہوا، اس زمانے میں چونکہ فلسفہ ارسطو کے تمام اجزاء ایک خاص ترتیب کے ساتھ موجود تھے۔ اسلئے ان کے تراجم کے ذریعے سے تمام ملک میں یہ ہنگامہ خیز صدا بلند کی گئی، یہ صدا اگرچہ سلطنت کی طرف سے بلند کی گئی تھی، تاہم مذہبی جوش کو نہ دبا سکی، فقہا اور [illegible] علانیہ مخالفتیں کرنی شروع کیں اور رفتہ رفتہ اسکا یہ اثر ہوا کہ عام طور پر فلسفہ کے جاندادہ مذہبی گروہ، بلکہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جانے لگے۔ لیکن صرف فقہاء کی ترشروئی سے فلسفہ کا نشہ نہیں اتر سکتا تھا، اس لئے اسکے مقابلہ میں علم کلام کی بنا ڈالی گئی۔ اور اس ذریعے سے مذہب کو فلسفہ کی غارتگری سے بچایا گیا، علم کلام نے اگرچہ اخیر میں چلکر خود فلسفیانہ قالب اختیار کر لیا جسکو اب فلسفۂ اسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاہم اس میں وہ نفس ناطقہ نہ پیدا ہو سکے جو دفعتہ فلسفۂ ارسطو کی بنیاد کو متزلزل کر دیتی۔ اور درحقیقت ایسا ہو بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ موجودہ حالات کے لحاظ سے فلسفۂ ارسطو حریف مقابل خیال کیا گیا تھا۔ اس لئے بنیاد و ابتدا جو کچھ کیا گیا فلسفۂ ارسطو کو پیش نظر رکھ کے کیا گیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ بجز چند اختلافی مسائل کے [illegible] و تبدیل [illegible] طرز بیان [illegible] اصطلاحات میں تمام تر ارسطو کے [illegible] کا اثر باقی رہا۔ اور اب تک ہے۔ اس بنا سے درحقیقت اسلام سے ارسطو کی تقلید کا الزام، علم کلام کے چند مختلف فیہ مسائل کے پیش کر دینے سے نہیں اٹھ سکتا، ہاں شیخ الاشراق کا فلسفہ اس اعتراض کے جواب میں نہایت دلیری سے پیش کیا جا سکتا ہے۔

شیخ الاشراق نے جس طرح فلسفۂ ارسطو کے عام مسائل پر، طرز استدلال پر، مقدمہ مسئلہ پر خردہ گیریاں اور نکتہ چینیاں کی ہیں۔ اسی طرح اپنے خاص مسائل کو ایسے جدید پیرایے میں بیان کیا ہے کہ فلسفۂ ارسطو کی مطلق آمیزش نہیں پائی جاتی۔ اور درحقیقت یہی خصوصیت ان کے فلسفہ کو علم کلام اور فلسفۂ ارسطو دونوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اس لحاظ سے اگرچہ شیخ الاشراق کے زمانے سے فلسفہ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اور اس فن کی بالکل حیثیت بدل گئی۔ تاہم اس زمانے میں مسلمانوں کی قوت منفعلہ فلسفۂ ارسطو کے اثر سے اسقدر متاثر ہو چکی تھی کہ اس غیر معمولی انقلاب کا مطلق احساس نہیں ہوا اسلئے شیخ الاشراق کے فلسفہ کا جلوہ عام طور پر زمانے کی نظر سے اوجھل رہا۔ اور ہمارے علماء کا گروہ تو اب تک اس دلفریب نظارہ سے محروم ہے، صرف یہی افسوس نہیں کہ مسلمانوں کی تقلید پرستی کے شیخ الاشراق کا اصلی کارنامہ منظر عام پر نہ آ سکا۔ بلکہ اس کے ساتھ اس کا بھی رونا ہے۔ کہ مسلمانوں کی بے اعتنائی سے انکی علمی زندگی کی تمام خصوصیات پر گمنامی کا پردہ پڑ گیا۔ متاخرین نے حکمائے اسلام کے حالات میں متعدد کتابیں لکھیں۔ اور انہیں کے ضمن میں شیخ الاشراق کا بھی نام آیا، لیکن ان کے تذکرہ میں وہ تفصیل نہیں پائی جاتی۔ جو ان کے شایان شان تھی، تاہم اس کمیابی کے ساتھ ہم اس مضمون میں ان کی اجمالی حالت کا مختصر سا خاکہ ناظرین الندوہ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تاہم [illegible] ابتدائی حالات[1]

ابوالفتوح کنیت، شہاب الدین لقب، یحییٰ نام ہے۔ اسکے باپ کا نام حبش۔ اور دادا کا امیرک تھا۔ [illegible] دادا امیرک کے نام سے [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔ کہ وہ فارسی النسل تھے [illegible] تذکرہ نویسوں نے ان کے [illegible] سے بالکل اعتنا نہیں کی، اس لئے شیخ الاشراق کے خاندانی فضل و کمال، نشوونما، اور ابتدائی تعلیم و تربیت کے دلچسپ حالات بالکل معلوم نہ ہو سکے تاہم اتنا صحیح طور پر معلوم ہے کہ ان کو بچپن ہی میں تحصیل علوم کا شوق پیدا ہوا اس زمانے میں مراغہ عموماً علوم و فنون کا مرکز سمجھا جاتا تھا، اور شیخ مجد الدین جیلی کے فضل و کمال نے اسکے دائرہ علم کو اور بھی وسیع کر دیا تھا۔ اس لئے جو شخص شوق علم میں گھر سے باہر قدم نکالتا تھا۔ اُسکی نگاہ سب سے پہلے مراغہ ہی کے سواد پر پڑتی تھی۔ اس لحاظ سے شیخ الاشراق نے بھی پہلے پہل مراغہ کا سفر کیا، اور وہاں جا کر شیخ مجد الدین جیلی کی درگاہ میں داخل ہوئے۔ شیخ مجد الدین جیلی کے حالات اگرچہ عام طور پر نہیں معلوم ہو سکتے، تاہم امارات و قرائن سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خود فلسفۂ ارسطو کے سخت مخالف تھے کیونکہ اُنکے تلامذہ میں، امام رازی، اور شیخ الاشراق نہایت نامور نکلے۔ اور دونوں فلسفۂ ارسطو کے سخت دشمن نکلے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ انکی درگاہ میں فلسفۂ ارسطو کا کلمہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ بہرحال شیخ الاشراق نے انکی خدمت میں علوم عقلیہ اور اصول فقہ کی تحصیل کی لیکن شیخ الاشراق کی علمی خوشہ چینی صرف ایک خرمن تک محدود نہیں رہ سکتی تھی، اسلئے اس کے بعد انہوں نے اصفہان کا رخ کیا۔ اور وہاں پہنچکر ظہیر فارسی سے کتاب البصائر پڑھی شیخ الاشراق کو اس کتاب کے ساتھ اس قدر دلچسپی تھی۔ کہ درس و تدریس کے علاوہ اکثر بجائے خود اس کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں۔

وَ اتیٰ اصفھان و بلغنی انہ قرأ ھناک [illegible]

یعنی وہ اصفہان میں آئے اور معلوم ہوا ہے کہ وہاں [illegible] [illegible] البصائر النصیریہ [illegible] ظہیر فارسی سے پڑھی۔ لیکن انکی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے

علی اثر فکرہ فی البصائر کثیراً

بطور خود بصائر کو نہایت غور و فکر سے دیکھا ہے،

شیخ الاشراق نے ان بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ رفتار زمانہ کے موافق تمام علوم فنون کی تکمیل کر لی۔ تاہم انکا اصلی ذوق اس دریوزہ گری سے نہیں پورا ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے عام شاہراہ سے الگ ہو کر وہ طرز اختیار کی۔ جس نے افلاطون کے سامنے اسرار کائنات کے انکشاف کا دروازہ کھول دیا تھا۔ حکمائے اشراقین کی تعلیم و تعلم کا دارومدار بالکل صفائے قلب اور ریاضت پر تھا۔ اس لئے اگر مذہبی حیثیت سے قطع نظر کر لی جائے۔ تو درحقیقت حکمۃ اشراقیہ ہی کو کشف و تصوف کا اصلی سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ شیخ الاشراق بھی ابتدا ہی کہ ارسطو کے دائرہ تقلید سے نکل کر حکمائے اشراقین کی پناہ میں آ گئے تھے۔ اس لحاظ سے صفائے قلب اور ریاضت کی طرف توجہ کی۔ اور دور دور جا کر صوفیوں سے استفادہ حاصل کیا۔ اور مدتوں ان کی صحبت میں ہو کر آخر کار خود اس قابل ہو گئے۔ کہ زمانہ نے مؤید بالملکوت کا لقب دیا۔ اور حکمت اشراق کے حقیقی جلوہ گاہ قرار پائے۔

شیخ الاشراق پر فلسفہ کا اثر اور اس

شیخ الاشراق نے اس ذریعہ سے افلاطون کے عظام رمیم میں ایک غیر معمولی جنبش پیدا کر دی، اور دفعتہً زمانے کو حکمۃ اشراقیہ کا جلوہ نظر آ گیا۔ اور اسی کے ساتھ خود انکی نظر میں حکمۃ اشراقیہ کے جلوے اس طرح سما گئے کہ انکو تمام دنیا عالم، نور نظر آنے لگی۔ اس وجہ سے حکمائے متقدمین کے ساتھ اس قدر خوش اعتقادی پیدا کر لی۔ کہ ان کے تمام مسائل کو واجب الیقین، اور انکی ذات کو شمع ہدایت قرار دینے لگے۔ چنانچہ حکمۃ الاشراق میں خود اپنے ذوق و کشف کی توثیق و استحکام کی متعلق لکھتے ہیں۔

وھو ذوق امام الحکمۃ و رئیسنا افلاطن صاحب الایدو النور وکذا من قبلہ من زمان والد الحکماء ھرمس الیٰ زمانہ ای الی زمان افلاطن من عظماء الحکماء و اساطین الحکمۃ مثل انباذقلس و فیثاغورث و غیرھما۔ اس عبارت میں شیخ الاشراق کی خوش اعتقادی کا رنگ جن الفاظ کے قالب میں جھلکتا ہے، انکے ترجمہ میں وہ شان نہیں باقی رہتی۔ اس لئے ہم اس عبارت کو بلا ترجمہ کے چھوڑتے ہیں

شیخ الاشراق کی یہ خوش اعتقادی یہیں تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ اس نشہ میں اسقدر چور تھے کہ حکمائے فارس مثلاً زردشت، وجاماسپ فرشادشیر، بزرجمہر وغیرہ کو جنکی تکفیر بظاہر اسلام کا ایک لازمی جزو ہے، نبی برحق، یا کم از کم قطب الاقطاب سمجھتے تھے، چنانچہ انکے ذکر کے بعد حکمائے متالہین کی ضرورت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وھو خلیفۃ اللہ فی الارض و ھکذا یکون

یعنے ایسا شخص خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ

مادامت السموات والارض

قیامت تک باقی رہے گا۔

اہل اسلام کے نزدیک زردشت وغیرہ کی تکفیر کا پہلا زینہ یہ ہے۔ کہ وہ نور و ظلمۃ، دو خدا کے قائل ہیں۔ اور مذہبی حیثیت سے قطع نظر کر کے یہ خیال خود حکماء کی رائے کے مخالف ہے۔ لیکن شیخ الاشراق خوش اعتقادی کے

ابن خلکان و تاریخ الحکماء ۱۲

---

[1] تذکرہ نویسوں نے شیخ الاشراق کے نام میں سخت اختلاف کیا ہے۔ طبقات الاطباء کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام عمر اور ابوحفص کنیت تھی۔ حکمۃ الاشراق کے دیباچے سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے لیکن ابن خلکان نے [illegible] تاریخ الحکماء [illegible] تذکرہ اسی نام کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اسکے علاوہ کشف الظنون میں [illegible] ضمنی موقع پر [illegible] نام [illegible] ان حالات

[illegible]

جوش میں اُن پر یہ الزام بھی گوارا نہیں کر سکتے چنانچہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ

کلمات الاولین مرموزۃ وما رد علیہم وان کان

یعنے حکماء متقدمین کی تمام باتیں رمز و کنایہ پر مبنی ہیں، اسلئے

متوجھا علی ظاھر اقاویلھم لم یتوجہ علے

اگرچہ انکے ظاہری اقوال پر نکتہ چینیاں کیگئی ہیں تاہم انکو اصل

مقاصدھم فلا رد علی الرموز وعلی ھذا یبتنے

مقصد سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ رمز پر رد و قدح نہیں ہو سکتی اور

قاعدۃ الاشراق فی النور والظلمۃ التی کانت

حکمائے فارس مثلاً جاماسپ، اور فرشاد شور، اور بزرجمہر

طریقۃ حکماء الفرس مثل جاماسف

وغیرہ نے جو اصول نور و ظلمت کے متعلق قائم کیا ہے

وفرشاد شور و بوزرجمہر ومن قبلھم وھی

اسکو رمز و کنایہ ہی کی بنا پر قائم کیا ہے اسلئے یہ نہ سمجھنا چاہئے

لیست قاعدۃ کفرۃ المجوس والحاد مانی

کہ وہ مجوس کے ہم خیال اور مانی کی طرح ملحد تھے یا یہ کہ

وما یفضی الی الشرک باللہ تعالیٰ وتنزہ

انکا یہ قاعدہ مفضی الی الشرک تھا،

ان عجیب و غریب خیالات کے ساتھ شیخ الاشراق کی زبان میں آزادی اور صاف گوئی کا ایسا جوہر پیدا ہو گیا تھا۔ کہ وہ ان خیالات کو ذہنی دنیا میں محدود ہی نہیں رکھ سکتے تھے، اس لئے اکثر لوگوں سے اسکے متعلق بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے۔ اور اپنی حسن تقریر اور علم و فضل کی بدولت غالب آتے تھے۔ چنانچہ اس کا یہ انجام ہوا۔ کہ تمام دنیا اس غیر مانوس صدا سے گونج اُٹھی۔ اور ان کے خیالات عام طور پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ علامہ ابن خلقان لکھتے ہیں۔

وکان یتھم بانحلال العقیدۃ والتعطیل

یعنے اُن پر ضعیف الاعتقادی اور خدا کو معطل الوجود

وبعضہ من مذھب الحکماء المتقدمین

ہونیکی تہمت لگائی جاتی تھی۔ اور وہ حکماء متقدمین کے مذہب

واشتھر ذالک عنہ

کی تائید کرتے تھے۔ اور انکی یہ باتیں عام طور پر مشہور ہوگئیں تھیں

حلب کا سفر اور شیخ الاشراق کی شہادت

شیخ الاشراق کے ان اعتقادات سے اگرچہ عام بدگمانی پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ ان باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لاتے تھے، اور نہایت آزادی کے ساتھ سیر و سیاحت کیا کرتے تھے سیر و سیاحت اگرچہ اس قسم کے آزاد خیالوں کا عام شیوہ ہے لیکن انکو زیادہ تر اپنے ہم مذاق کی جستجو رہتی تھی۔ چنانچہ علامہ شہرزوری تاریخ الحکماء میں لکھتے ہیں کہ

وکان قدس اللہ روحہ کثیر الجولان والطوفان فی

یعنے وہ اپنے ہم مذاق کی جستجو میں اکثر شہروں میں گردش

البلدان شدید الشوق علی تحصیل مشارک لہ فی

کیا کرتے تھے لیکن انکو کوئی شخص ہاتھ نہ آتا تھا چنانچہ

علومہ لم یحصل لہ قال فی اخر المطارحات وھو اقد

خود مطارحات میں لکھا ہے۔ کہ میری عمر تقریباً تیس سال کی ہوئی

سنی لی قریب من ثلاثین سنۃ واکثر عمری فی الاسفار

اور میری عمر کا زیادہ تر حصہ سفر اور اپنے ہم خیال کی جستجو میں

والاستخبار والتفحص عن مشارک مطلع علی العلوم و

صرف ہوا لیکن مجھکو کوئی شخص ایسا نہ ملا جو علوم شریعہ

عندہ خبر من العلوم الشریفۃ ولا من یؤمن بھا

کا حقیقی راز دار، اور معتقد ہو۔

چنانچہ انہوں نے اسی کس مپرسی کے زمانے میں عادت مستمرہ کی بنا پر ایک مرتبہ روم سے نکلکر شام اور حلب کی طرف رخ کیا۔ اس زمانے میں حلب اور شام کی عنان حکومت سلطان صلاح الدین کے بیٹے ظاہر کے ہاتھ میں تھی، اسوجہ سے حلب عموماً فقہا اور علماء کا مرکز بن گیا تھا۔ اسلئے شیخ الاشراق جب حلب میں داخل ہوئے۔ تو پہلے پہل فقہاء سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ شیخ الاشراق ان کے سامنے علانیہ حکماء کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اور جو شخص انکی مخالفت کرتا تھا۔ اسکو احمق اور بیوقوف بتلاتے تھے شیخ الاشراق کے ان خیالات اور زبان درازیوں سے فقہاء کے گروہ میں آگ سی لگ گئی۔ اور ان کی تشنیع و تکفیر کا عام غلغلہ بلند کیا گیا۔ یہاں تک کہ یہ خبر بارگاہ سلطانی تک پہنچی۔ اور سلطان ظاہر نے ان کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور فقہاء کے ساتھ مناظرہ کرایا۔ شیخ الاشراق نے بسر دربار اپنی تقریر اور فضل و کمال کے وہ جوہر دکھائے

کہ ظاہر اُن کا دل سے معتقد ہو گیا لیکن بدقسمتی سے یہ شاہانہ عنایت شیخ الاشراق کے لئے بجائے اسکے کہ مفید ہوتی وبال جان ہو گئی۔ اُدھر تو فقہاء کا دل خود اُن کے مذہبی خیالات سے جلا ہوا تھا۔ اِدھر بارگاہ سلطانی کے تقرب نے انکو اور بھی آگ بگولا بنا دیا۔ اسلئے تمام فقہاء کے اتفاق سے شیخ الاشراق کی تکفیر کا ایک محضر مرتب کر کے سلطان صلاح الدین کی خدمت میں روانہ کیا گیا، محضر میں علاوہ تمام باتوں کے اس بات پر نہایت زور دیا گیا تھا۔ کہ اگر ان کی زندگی کا قطعی فیصلہ نہ کر دیا گیا۔ تو عام حیثیت سے قطع نظر کر کے انکے عقائد کا نہایت برا اثر خود شاہزادہ کی ذات پر پڑیگا[1]،

اس زمانے میں چونکہ سلطنت کی بنیاد مذہبی سطح پر قائم ہوئی تھی۔ اس لئے کسی شخص کی بربادی کیلئے فقہاء کا معمولی اشارہ بھی کافی ہو سکتا تھا، لیکن شیخ الاشراق کے واجب القتل ہونیکے متعلق بعض خارجی اسباب ایسے پیدا ہو گئے تھے، جس سے آئین سلطنت نے بھی فقہاء کی تائید کی، حقیقت یہ ہے کہ ان اعتقادات کے علاوہ، شیخ الاشراق کی زبان سے کبھی کبھی ایسے جملے بھی نکل جاتے تھے، جن سے نہایت خوفناک پولیٹیکل خدشہ پیدا ہو جاتے تھے، چنانچہ جب شیخ سیف الدین آمدی نے اُن سے حلب میں ملاقات کی، تو انہوں نے اس قسم کی باتیں کی، جس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ انکے سر میں سلطنت اور ملک گیری کا سودا سما گیا تھا، ہم اس موقع پر اس گفتگو کو ایک مکالمے کی صورت میں نقل کرتے ہیں،

شیخ الاشراق، میں یقیناً روے زمین کا بادشاہ ہو جاؤنگا،

سیف الدین آمدی - کیونکر؟

شیخ اشراق - میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ میں دریا کا تمام پانی پی گیا،

سیف الدین آمدی - غالباً اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کے علم کو نہایت شہرت اور وسعت حاصل ہوگی،

شیخ سیف الدین آمدی کا بیان ہے۔ کہ یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن اُن کے دل سے یہ بات نہ نکلی اسکے علاوہ شیخ الاشراق سے خرق عادت کے طور پر بہت سے عجیب و غریب افعال سرزد ہوتے تھے۔ اس لئے عوام کا ایک بہت بڑا گروہ ان کا معتقد ہو گیا تھا۔ چنانچہ علامہ ابن خلکان لکھتے ہیں۔

ورایت اھلھا مختلفین فی امرہ فمنھم من ینسبہ

یعنے میں نے حلب کے لوگوں کو انکے معاملے میں مختلف

الی الزندقۃ والالحاد ومنھم من یعتقد

پایا، بعض لوگ انکو زندیق اور ملحد سمجھتے تھے۔ اور بعض لوگ

فیہ الصلاح وانہ من اھل الکرامات

انکو صاحب کرامت اور صالح خیال کرتے تھے۔

بہرحال عوام کی اس اعتقاد سے یہ خیال اور بھی قوی ہو جاتا تھا۔ غرضیکہ اس شرعی اور قانونی جرم کی بنا پر سلطنت کی طرف سے شیخ الاشراق کی شہادت کا قطعی حکم صادر ہوا۔ لیکن ظاہر چونکہ ان کا دل سے شیدائی تھا۔ اسلئے پہلی مرتبہ یہ بیرحمی نہ گوارا کر سکا، مگر سلطنت کو چونکہ اس کا خاص خیال دلایا گیا تھا۔ دوبارہ نہایت سخت حکم نافذ ہوا اور اس میں ظاہر کو معزولی کی دھمکی دیگئی تھی اس لئے اس کو جبراً اسکی تعمیل کرنی پڑی،

شیخ الاشراق کی شہادت کے متعلق متعدد روایتیں مذکور ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ شیخ الاشراق کی قسمت کا فیصلہ خود ان کی مرضی کے مطابق کیا گیا۔ اور درحقیقت شیخ الاشراق نے جس انداز اور جس استقلال کے ساتھ جان دی۔ وہی انکی شان کے شایان شان تھا،

شیخ الاشراق چونکہ انتہا مرتاض اور عزلت گزین شخص تھے۔ اسلئے انہوں نے خواہش کی۔ کہ مجھکو ایک گھر میں بند کیا جائے تاکہ آخر دم تک شان تصوف ہاتھ سے نہ جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اسی صوفیانہ استقلال کے ساتھ انہوں نے جان دے دی۔

(باقی آئندہ)

---

[1] مانی بابلی مذہباً نصرانی تھا، فرقہ ثنویہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ نور و ظلمت دو خدا کا قائل تھا۔ کیونکہ اسکے نزدیک خیر و شر کا وجود ایک ذات سے نہیں ہو سکتا۔ اس بنا پر نور کو خیر اور ظلمت کو شر کا خالق سمجھتا تھا۔ اور مجوس کا بھی بعینہٖ یہی خیال ہے۔ زردشت وغیرہ کے متعلق بھی یہی مشہور ہے لیکن شیخ الاشراق کی رائے کے موافق، نور سے واجب الوجود، اور ظلمت سے ماہیات ممکنہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس بنا پر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ واجب الوجود تمام خوبیوں کا منظہر اور ممکنات تمام برائیوں کا سرچشمہ ہیں۔ اس تاویل کے لحاظ سے توحید پر جیسا کہ عام خیال ہے۔ حرف نہیں آتا۔ ۱۲ شرح حکمۃ الاشراق صفحہ ۱۸ و ۱۹

[1] تاریخ الحکماء ۱۲

[2] ابن خلکان نے جہاں شیخ الاشراق کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ وہیں اس واقعے کو بھی نقل کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خود ابن خلکان کے نزدیک اس قسم کے خیالات کو انکی شہادت میں بہت کچھ دخل ہے اگرچہ خود اُس نے تصریح نہیں کی ہے ۱۲

[1] تاریخ الحکماء

[2] علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں انکی شہادت کے متعلق سرسری طور پر مختلف روایتوں کا ذکر کرنے کے بعد ایک خاص حیثیت سے اسکو لکھا ہے، اور ابن خلکان نے بہاء الدین ابن شداد سے جو روایت سبط ابن جوزی کے حوالے سے نقل کی ہے اس سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے۔ بلکہ زیادہ تر قرین قیاس یہی ہے۔ کیونکہ بہاء الدین ابن شداد خود سلطان صلاح الدین کے دربار کا ملازم تھا۔ م

۱ اہل اسلام کی آزادی کا اقتضا بھی یہی ہے۔ البتہ ابن ... خلفا کی دعا ... یہ نہیں ثابت ہوا کہ بجز طریقہ خاص شیخ کی رائے سے اختلاف کیا گیا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امرتسری منکر کو دعوت

مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہل حدیث امرتسر بموقعہ ۱۰ جون ۱۹۰۸ء کو بتقریب ایک جلسہ اسلامی کے دہلی تشریف لا کر ایک دن قیام کرکے واپس وطن مالوف کو سدھار گئے تھے۔ اس قلیل عرصہ میں آپ کی مہمانداری کا موقعہ ہمکو نہیں مل سکا چونکہ آپ ہمارے سلسلہ کے ایک ناخواندہ مہمان ہیں۔ اسلئے ہم آپ کی دعوت کرکے حق مہمانداری ادا کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے اجر و ثواب کے خواستگار ہیں۔ وما باللہ التوفیق

رسم قرآن بس رہیگی باقی | اور مسلمان ہونگے نام کے ایک یہ
ہونگی آباد مسجدیں تو دلی | دل خدا کی ہدایت سے بیزار
اور علماے اس زمانہ کے | ہونگے کمبخت ظالم واشرار
جتنے فتنے اٹھینگے سب انسے | اور انہیں میں سمائیں آخر کار
اب یہ فرماؤ مولوی صاحب | کچھ سمجھ سوچ کر بصیر وقرار
ان حدیثوں کا کون ہے مصداق | کسکا اب ہو رہا ہے اشعار
کون عیسائیوں کا ہے ساتھی | کس میں فتنوں کا گرم بازار
اک طرف مسیح و مہدی ہے | دوسری جانب اسکے ہیں کفار
انکا مصداق ہے مسیح زمان | یا کہ مصداق اوسکی ہیں اغیار
ہوگا ہر دو کے حال سے ظاہر | حال دونوں کا کرتا ہوں اظہار

مختصر بیان احوال مسیح موعود و منکران

کس کا ہے دعوئے مسیحائی (مثل مسیح ہے)
اور کس قوم نے کیا انکار (مثل یہود)
کس نے عیسیٰ کو کاذب و دجال (مثل علماے یہود)
لکھ کے شایع کیا ہے در اخبار
کس نے دائر مقدمات کیے (مثل علماے یہود کے)
برخلاف مسیح دل آزار
کس نے جاکر وہاں گواہی دی (مثل فلاں یہودی کے)
تھا نصاریٰ کا کون طرفدار
محمد حسین بٹالوی

کس نے حکام سے شکایت کی
ہے بغاوت کی آپ نے طیار (مثل رئیسان یہود)
کس نے شایع کیا تھا پہلے سے
جیت جاؤنگا میں ہی آخر کار
مثل مسیح نے

نوٹ:- یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدہم عامرۃ وہی خراب من الہدیٰ علماؤہم شر من تحت ادیم السماء من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنی حدیث مرفوع حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے۔ نزدیک ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا۔ جو اسلام کا نام اور قرآن کی صرف رسم باقی رہیگی۔ مسجدیں آباد ہونگی۔ لیکن ہدایت سے ویران۔ علما اون کے اون سب لوگوں سے بدتر ہونگے۔ جو آسمان کے نیچے ہیں۔ انہیں کے پاس فتنہ اوٹھیگا۔ اور انہیں کے اندر پھر جاویگا۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں۔ تمام انسانی مکروں اور شیطانی منصوبوں کے (وہ عظیم الشان نشان ظاہر ہونے کے لیے) جو مقدمہ مجرمی فوجداری برخلاف حضرت امامنا وسیدنا مسیح موعود علیہ السلام دائر کیے گئے تھے۔ ایک تو منجانب عیسائیان جسمیں پادری ہنری مارٹین کلارک مدعی تھا۔ جسکا استغاثہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری اس بنا پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے عبد الحمید نامی ایک شخص کو جو گواہ استغاثہ ہے ڈاکٹر مارٹین کلارک کے قتل کے واسطے قادیان سے امرتسر بھیجا ہے۔ اور دوسرا مقدمہ منجانب مولوی کرم دین جہلمی زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند اس بنیاد پر دائر ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے محمد حسن بھیں [illegible] میرے بھائی متوفی کی توہین کی ہے۔ جو خارج ہوگیا۔ اور پھر ازالہ حیثیت عرفی (ہتک عزت) کا مقدمہ دائر کردیا۔ عیسائیوں کے مقدمہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی پادری صاحب کا گواہ تھا۔ اور کرم دین کے مقدمے میں علاوہ دیگر مسلمانوں کے مولوی ثناء اللہ مدعی کا گواہ تھا۔ ان مقدمات میں جو نتیجہ نکلا۔ اسکی اطلاع بطور پیشگوئی قبل از وقت خدا عالم الغیب کی جانب سے معلوم ہوکر تمام لوگوں میں شایع ہو چکی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ اول الیس اللہ بکاف عبدہ فبراہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا" کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں پس خدا نے اسکو ان الزامات سے بری کیا جو اوسپر لگائے گئے تھے۔ اور خدا کے نزدیک وہ وجیہہ ہے"

براہین صفحہ ۵۱۶ دوم انجام مقدمات کی نسبت پیشگوئی کہ رات کے وقت جو ۱۰ جون ۱۹۰۳ء کے بعد تھی یعنی ۲۹ جون پیر کے دن میرے خیال پر یہ کشمکش غالب ہوئی۔ کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں انکا انجام کیا ہوگا سو اس غلبہ کشمکش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی۔ اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہوا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون فیہ آیات للسائلین۔ اسکے معنی یہ مجھے سمجھائے گئے۔ کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اس فریق کے ساتھ ہوگا۔ اور اسکو فتح اور نصرت نصیب کریگا۔ جو پرہیزگار ہے۔ یعنی جھوٹ نہیں بولتا۔ ظلم نہیں کرتا تہمت نہیں لگاتا۔ اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتا اور ہر ایک بدی سے بچتا۔ اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتا ہے۔ اور خدا سے ڈرکر اسکی ہمدردی اور خیرخواہی اور نیکی کے ساتھ پیش

یہ پیشگوئی الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اور ریویو آف ریلیجنز جلد دوم بابت ۱۹۰۳ء کے ٹائٹل پیج و رسالہ ماہ جون ۱۹۰۳ء میں شایع ہو چکی تھی۔ اور ۷ جنوری ۱۹۰۵ کو یہ مقدمہ عدالت اپیل سے حق مسیح موعود حسب پیشگوئی مذکور فیصلہ ہوا۔

سوم۔ اس مقدمہ کی اطلاع بذریعہ رؤیا صادقہ معہ اسکے نتیجہ اخیر کے ۱۷ نومبر ۱۹۰۱ء کو ہو چکی تھی۔ جو الحکم مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں شایع کردی گئی۔ وہو ہذا فرمایا۔ رات میں نے ایک رؤیا دیکھی ہے۔ یعنی ۱۷ نومبر کی رات کو جسکی صبح کو ۱۸ نومبر تھی اور وہ رؤیا یہ ہے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک سپاہی وارنٹ لیکر آیا ہے۔ اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک ستی سی لپیٹی ہے۔ تو میں اسے کہہ رہا ہوں۔ کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے ایک لذت اور سرور آرہا ہے۔ وہ لذت ایسی ہے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے کسی نے کہا کہ یہ **اعلیٰ عدالت** سے آیا ہے وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا۔ اور میرے بھائی **مرزا غلام قادر صاحب** مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ **عدالت عالیہ** نے اسے **بری** کیا ہے۔ انتہے بلفظہ اس رؤیا سے

دیکھو صفحہ ۷۔ بقیہ حاشیہ

حاشیہ در حاشیہ:- خوشخط پروانہ فیصل عدالت اپیل ہے۔ بوجہ اسکے قابلیت سے فیصلہ صادر کرنے کے استعارۃً اسکو خوشخط کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ہم اسکے چند جملے اقتباس کرکے خوشخطی کے ثبوت میں لکھتے ہیں۔ "آرٹیکلز کی بابت جو سراج الاخبار جہلم میں برخلاف مرزا صاحب کرم دین نے چھپوائے اور عدالت میں اون سے انکار کیا مگر عدالت اپیل نے بھی اوسکی آرٹیکل قرار دیا۔ راقم یہ کہدینا کافی ہے۔ کہ اون سے ایک دانستہ [illegible] چال بازی اور خلاف بیانی اور جعلسازی کا اظہار ہوتا ہے جن پر پیچھا کیا ہے ایک عام اخبار کی [illegible] کے سامنے نظر کیا گیا ہے۔ ہم خیال نہیں کرتے کہ ان آرٹیکلوں کا نویسندہ (کرم دین) صاحب سے کسی مدد کا حاصل کرنے کا مستحق ہے۔

سخن دعوت منظوم

وہ قلم میرا تیغ جوہردار | جسکی شاگرد ہند کی تلوار
جسمیں تاب مقابلہ ہرگز | سامنے آئی جو کہ ہو جی دار
دشمن ان میں جیسے اوسکے | ہیں مسیحا سے برسر پیکار
ایک ہی وار کھانے کے [illegible] | سینکڑوں ہو دین ہوں سن ہزار
[illegible] مولوی جو ہیں غافل | سو گئے جسکے طالع بیدار
[illegible] دشمن مسیح زمان | ہیں یہودوں کی جیسا وہ فنا
[illegible] سخن اوسی کے ہے | ہے فضیلت کا جو کہ دعویدار
[illegible] مولوی ثناء اللہ | جو کہ اہلحدیث کی اخبار
[illegible] اہل حدیث کے عالم | تم سے کرتا ہوں چند استفسار
[illegible] روایات تو سنی ہونگی | ہیں جو فرمان سید الابرار
میری امت چلیگی [illegible] | اور نصاریٰ کی ہوگی [illegible]
[illegible] امت میں فرقے ہونگے | اور فتنوں کا گرم ہو بازار

نوٹ:- ۱ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من قبلکم شبراً بشبر وذراعاً بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب تبعتموہم قیل یا رسول اللہ الیہود والنصاریٰ قال فمن۔ متفق علیہ یعنی تم چلوگے راہ پہلوں کی بالشت بالشت اور گز بگز یہانتک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہونگے تو تم بھی انہیں کی پیروی کروگے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مراد اگلوں سے یہود اور نصاریٰ ہیں فرمایا حضرت نے اور کون ہیں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق اللفظ۔

۲ عن عبد اللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ رواہ الترمذی یعنی جو کچھ بنی اسرائیل پر گذرا وہی بعینہ میری امت پر بھی ہوگا جیسے ایک پاپوش برابر دوسری پاپوش کے ہوتی ہے یعنی بلا تفاوت یہاں تک کہ اگر اون میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا ہوگا۔ تو اس امت میں بھی ایسے لوگ ہونگے۔ جو یہ کام کرینگے اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہوگئے تھے۔ میری امت تہتر فرقے ہو جائیگی [illegible] سب فرقے دوزخ میں جائینگے مگر ایک گروہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہوگا۔ روایت کیا ترمذی نے۔

۳ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم [illegible] ویلقی الشح ویکثر الہرج قالوا وما الہرج قال القتل متفق علیہ۔ یعنی [illegible] جلد جلد [illegible] فتنے اور [illegible] بہت ہوگا ہرج عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ صلعم ہرج کیا

[illegible] روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے متفق الفاظ میں۔ ۱۲ راقم [illegible] ہو سکتا ہے۔ اور بنی نوع کا وہ سچا خیرخواہ ہے اور بیہودگی اور درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ ظلم طرز

ہر ذراسی ناکامیابی
...دوں میں ہوگی۔ جو در اصل وہ
...ت سرور و لذت ہے۔ اور عدالت اپیل
سے پروانہ بریت جاری ہوگا۔ چہارم۔ بنیاد
مقدمہ بھی اس مقدمہ کی ہی پیشگوئی ہے جو
کتاب مواہب الرحمٰن میں بصفحہ ۱۲۹ درج
ہو کر ۱۵۔ جنوری ۱۹۰۳ء کو مشتہر ہوئی وہ
واز جملہ نشانہائے من اینست۔ کہ خدا مرا در بارۂ
معاملہ شخصے لئیم و بہتان بزرگ خبر داد و
وحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواہد۔ کہ آبروئے
ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانۂ تو
خواہد کرد بنمود مرا در ہمیں امر سہ بار خواب
بنمود۔ مرا کہ آن دشمن سہ کس حامیان
برائے توہین و بیخ دادن تو طیار کردہ است۔
و دیدم کہ گویا من در عدالتے حاضر شدم
ہمچو گرفتاران و دیدم کہ آخر کار من
نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ
اگرچہ بعد از وقتے باشد۔ و بشارت
داد و شدم کہ بلا رد کردہ خواہد شد
بر دشمن اہانت کنندہ کہ نام او
کرم دین است۔ انتہی بلفظہ المحاجہ
اب ہم مولوی فاضل سے اللہ جل شانہ کی
قسم دیکر اور مالک یوم الدین کا خوف دلاکر
مقدمہ جہلم کے متعلق [illegible] سوالات پیش کرتے ہیں امید ہے کہ
ان کا جواب رقم فرماویں۔ زاید باتیں بے سروپا
نہ لکھیں اصل سوال کو اپنے پرچہ میں درج فرماکر
اسی کے متعلق [illegible] جواب لکھیں

بقیہ [illegible] فیصلہ [illegible] نویسندہ اپنی
[illegible] کو پڑھنا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible]
خیال میں [illegible]
کہ جو قرار دیا جاتا ہے [illegible] (مرزا صاحب) [illegible]
[illegible] کار روائی کی۔ ہم قرار دیتے ہیں۔ کہ ملزم
نمبر ا (مرزا صاحب) جہاں تک اس معاملہ کا اس
کی ذات سے تعلق تھا۔ اسکے جواب میں اس
امر کا بالکل مستحق تھا۔ کہ وہ مستغیث (کرم دین)
پر ایسا اتہام لگاتا جسکو ہم فی الواقعہ راست
قرار دیتے ہیں۔ اور چونکہ مستغیث (کرم دین) کے
خود اپنے عمل سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے
تاکہ عوام الناس اس امر کا اندازہ لگا سکیں۔
کہ مستغیث (کرم دین) کے فعل اور قول کی کیا
وقعت ہونی چاہیئے۔ افسوس ہے کہ یہ مقدمہ جو ابتدائی
مرحلہ پر ہی خارج کرنا چاہیئے تھا کیوں اتنا وقت ضائع
کیا گیا۔ بعدہ ہر دو ملزمان مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین ہر دو بری
کئے جاتے ہیں۔

قدیمی عادت بے پوچھے بتلانی چھوڑ دیں۔

(۱) آیا مرزا صاحب کی جانب سے یہ چاروں
تحریریں مندرجہ بالا نمبر ۱ تا ۴ (براہین صفحہ ۵۱۶
والحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء و مواہب الرحمٰن صفحہ
۱۲۹ و الحکم مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۳ء) اسی طرح
سے قبل از وقت شائع ہو چکی ہیں یا نہیں؟

(۲) اگر ہو چکی ہیں۔ تو یہ منجملہ اخبار غیب ہیں
یا کچھ اور؟

(۳) اگر اخبار غیب ہیں تو یہ الہام رحمانی
ہیں یا شیطانی؟

(۴) باوجود اخبار غیب ہونیکے بھی پیشگوئیاں
ہیں۔ یا صالحانہ؟

(۵) اگر یہ غیب نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔
اور اسکی دلیل کیا؟

(۶) غیب کسکو کہتے ہیں۔ اسکی تعریف
معہ مثال کیا ہے؟

(۷) پیشگوئی منجانب اللہ اور پیشگوئی نجومی
میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟

(۸) کیا شیطان بھی لپنے شیاطین کو ایسی
اخبار پہنچا سکتا ہے اور وہ اسکو شایع
کر دیتے ہیں۔ اور آپکے مطابق واقع ہوتا ہو
معہ نظیر و مثال بیان فرماویں۔ نیز اخبار
شیطانی اور رحمانی میں تمیز کرنے کا معیار
کیا ہے؟

(۹) فلا یظہر علی غیبہ الا من ارتضی
من رسول کے معنے اور مطلب مع مثال
فرماویں۔ کیا اس سے نجومی وغیرہ مستثنیٰ
ہیں؟

(۱۰) ان اخبار میں مرزا صاحب نے اپنی کامیابی
اور دشمن کی ناکامی کا اظہار کیا ہے۔ یا نہیں
(۱۱) ان اخبار غیبیہ میں الزامات کا لگایا جانا
اور [illegible] آنے کا ذکر ہے یا نہیں؟

(۱۲) ان میں ملہم نے مرزا صاحب کی بریت
کا وعدہ کیا ہے یا نہیں؟

(۱۳) ان میں مجرمانہ اور ملزمانہ عدالت میں
حاضر کئے جانیکا بیان ہے یا نہیں؟

(۱۴) ان میں دیر تک اس ابتلا میں رہکر
انجام کار بریت لکھی گئی ہے یا نہیں؟

(۱۵) ان میں اعلیٰ عدالت یعنی اپیل کے
عدالت سے بری ہونیکا تذکرہ ہے یا نہیں

(۱۶) ان میں دشمن پر بلا کے رد کئے جانے
کا وعدہ ہے یا نہیں؟

(۱۷) ملہم نے ان کو اپنی صداقت کا نشان
ٹھہرایا ہے یا نہیں؟

(۱۸) ان میں جیسا کہ شائع کیا گیا تھا۔ اسی
کے مطابق انجام ہوا یا نہیں؟

(۱۹) اگر یہ سب کچھ اسیطرح واقعہ ہوا
ہے۔ اور یہ غیب بھی ایسا ہے جسکی
نظیر سوائے انبیاء کی پیشگوئیوں
کے دوسری جگہ ملنی محال ہے نہیں بلکہ
ناممکن ہے تو پھر مرزا صاحب کے مومن
صالح۔ صادق۔ راستباز۔ مجدد و محدث
مامور۔ مہدی۔ مسیح۔ ماننے میں کیا کلام ہے؟

(۲۰) جس مقدمہ کا ذکر آپ نے اخبار
اہلحدیث مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے
صفحہ ۲ میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ کرم دین
اس میں کامیاب اور بری ہوا وہ مقدمہ
کسکی جانب سے تھا۔ اور کس بنا پر تھا
اور وہ بنا قائم رہی یا نہیں جس کی غرض
حاصل ہوگئی۔؟

اب میں آپ کے عالمانہ جواب کا منتظر
رہونگا۔ امید ہے۔ کہ خدا کی قسم اور
خوف کا لحاظ فرماکر نہایت ایمانداری
سے آپ مجیب ہونگے۔ لہذا آنے
جواب کے پھر انشاء اللہ میں اسپر کچھ
اور عرض خدمت کرونگا۔ باقی آئندہ

وصیتوں کے بارے میں ضروری اطلاع

پہلے یہ قاعدہ شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ جو احباب
کوئی جائداد نہیں رکھتے۔ وہ اپنی زندگی میں اپنی
آمد کا دسواں حصہ دیں تو وہ رسالہ الوصیۃ
شائع کردہ حضرت مسیح موعود کی شرط ۲ کو پورا
کر [illegible] بشرطیکہ وہ علاوہ دسواں حصہ
آمد کا دینے کے ساتھ یہ وصیت کریں کہ جو جائداد انکی
موت کے وقت ہو۔ اسکا دسواں حصہ بھی صدر انجمن
احمدیہ کو دیا جاوے۔

اب اس قاعدہ میں یہ ترمیم کی گئی ہے جسکو
حضرت امام علیہ السلام نے منظور فرمایا ہے۔ کہ جو
لوگ دسواں حصہ آمد اپنی زندگی میں دیتے رہیں انکو
لئے وصیت کی ضرورت نہ ہوگی۔ پس تمام احباب
کی اطلاع کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ
کوئی جائداد نہیں رکھتے یا اگر کوئی جائداد رکھتے
ہیں۔ تو قانون گورنمنٹ کے رو سے اسکے متعلق وصیت
نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ دینے
سے بھی الوصیت کی شرط کو پورا کر سکتے ہیں۔ اور
انکی لئے وصیت کرنیکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں
جو احباب جیسا جائداد یہ سمجھتے ہوں کہ انکی راستے میں
وصیت کرنے میں کوئی قانونی موانع ہیں۔ تو انکو چاہیئے
کہ پہلے بذریعہ خط و کتابت اس امر کو دریافت کریں

خاکسار محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ امرتسر

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو۔ یہ عظیم الشان
اور عدیم المثال تفسیر مجدد الاسلام امام فخر الدین
رازی کی بینظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے جملہ
مضامین کو اصول فلسفہ اور سائنس کے مطابق
حل کیا گیا ہے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے
جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں۔ جن مفسروں
نے قرآن کریم کی تفسیروں میں جھوٹی روایتوں اور
من گھڑت قصوں کو درج کر کے اسلام پر بدنما دھبہ
لگایا ہے۔ انکی خوب قلعی کھولی ہے صفحات [illegible]
قیمت [illegible]

انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام المتقین
شیخ عبدالوہاب شعرانی رح کی تالیف ہے۔ اسی کے حق
ناقصان را پیر کامل کاملان را رہنما" کہنا بلا مبالغہ درست
و زیبا ہے۔ سلف صالحین نے علم تصوف کیلئے جسقدر قانون
مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرق ریزیوں کی زندہ تصویر
ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا
صفت ہو گیا ہے اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا تزکیہ قلوب
و طلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ بلا شبہ ہر ایک سلیم
الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الہی کا مشاہدہ کر
سکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبروار علامات کا ذکر کیا گیا ہے
جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات
کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الہی کا دعویٰ
کرے وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے صفحات [illegible]
کاغذ اعلیٰ۔ قیمت [illegible]

کتاب الروح کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب [illegible]
مصری فلاسفر کی نہایت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے [illegible]
روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ
جمع کیا گیا ہے۔ جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل [illegible]
محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور متقدمین اسلام سے
بحث کیلئے اسپر فاضل مصنف کا زبردست مباحثہ [illegible]
لائق ہے اسکے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ [illegible]
زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ [illegible]
اردو زبان میں آج تک [illegible] نہیں [illegible]
بھی آگئے ہیں جن کو آپکے کانوں نے بھی نہیں سنا [illegible]
صفحات ۲۴۸ قیمت صرف [illegible] بدور السافرہ کا
اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف [illegible]
کی وہ آیات جنمیں مرنیکے بعد واقعات کا ذکر ہے۔ انکی تفسیر [illegible]
نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء سے کر کے [illegible] تقسیم کیا ہے
صفحات ۳۳۶ قیمت [illegible] روپیہ [illegible] مباحثہ گوشت خوری
اسمیں گوشت کو انسانی خوراک نہایت [illegible] دلائل سے ثابت
کیا گیا ہے۔ قیمت [illegible] حدوث مادہ۔ بدلائل عقلیہ ثابت کیا گیا ہے کہ
مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔ قیمت [illegible] حقیقت وید [illegible]
وید کے چیدہ اور اصل اصول مضامین ویدوں کی بحث لکھی [illegible]
فتوح الغیب اردو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تصنیف [illegible]
قیمت [illegible] خیر کثیر محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت [illegible] قیمت

نوٹ۔ جو صاحب یہ اعلان پڑھیں۔ وہ دیگر احمدی احباب کو بھی اس سے مطلع کر دیں۔ المشتہر
منیجر اخبار ضیاء الاسلام [illegible]

دردِ دل

اے ایمان اور انصاف کے پیارو کچھ ہماری بھی سنو گے۔ یا نہیں۔ سنئے جب کہ میں نے اس مہدی معہود مسیح موعود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس چودہویں صدی کا مجدد مان لیا ہے۔ عزیزوں کی دار و گیر سے فرصت ہی نہیں ملتی۔ باوجودیکہ ان کی صحبت چھوٹ گئی۔ سنگت چھوڑی میل ملاپ ترک۔ بول چال بند۔ اسپر بھی یہ جلے ہاتھوں صبر سے نہیں بیٹھتے۔ خدا جانے کس مٹی کے انسان ہیں۔ دنیا کا عام خواص ہے۔ کہ جب دو لڑاکوں میں سے ایک طرح دے جاتا ہے۔ تو دوسرا بھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مگر انہوں نے خیر سے یہ سبق پڑھا ہی نہیں۔ میں غیر کی کس منہ سے شکایت کروں۔ جب میرے رفیق ماں جائے بھائی ہی مجھکو گدھے پر چڑھانے والے ہوں۔ ایسے وقت میں کہ ساری بستی ایک سڑک پر چلنے والی ہے۔ میرے درد کا پیر کون ہے۔ جب کوئی زخم کھاتا ہوں۔ کونے میں بیٹھکر اپنا دکھڑا آپ رو لیتا ہوں۔ مگر یہ سنگدل ناخدا ترس اسکے بھی روادار نہیں میں نے حال میں ایک تازہ چوٹ کھا کر یہ چند شعر آنسو پونچھنے کے لئے لکھے ہیں۔

از من نہ پذیرفتہ یک حرف مسلمانی
لیکن زجنگ این غولان بیابانی
نے غیرت ایمانی نے خشیت دیانی
دعوائے قرآنی فرعونی و ہامانی
با این ہمہ قارونی آوازہ ہارونی
با ایں کجی و دونی دعوائے فراوانی
از دین ہمہ بے توشہ نادردہ بکف خشہ
گرم است بہر گوشہ بازاری دوکانی
یک سینہ و صد کینہ صد رنگ یک آئینہ
ایں سیرت گرگینہ این صورت انسانی
اے جاہل نااہلی اے مرکب بوجہلی
اے سفلہ بایں سہلی تکفیر مسلمانی
در ہلکہ بجاں دارم سوزیکہ نہاں دارم
جلے کہ تپاں دارم کو عارف پیشانی
از مادر مہر آور آسودہ بخاک اندر
برخیز و ومی بنگر ایں رحمت اخوانی
راضی بچہ سخن رانم زیں قصہ پریشانم
من عبد انم و من دانم یک سر خوش یشانی

ظاہر ہے۔ کہ اس کلام کا مخاطب ہر شخص نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ روئے سخن انہیں لوگوں کی طرف ہے۔ جو مطلع کے مصداق ہیں۔ یعنی جن سے میرا مکالمہ چلا آتا ہے۔ دیکھو اور خدا کے واسطے دیکھو میں نے اس نظم میں کیسے پیشوا کو نہیں سمیٹا ہے۔ کسی کے متقدا کو نہیں لپیٹا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پھر یہ کیسی تعدی ہے۔ کہ اس کی پاداش میں نہیں چھوڑ۔ میرے مخدوم و ہادی کی اعلےٰ شان میں ایسے خسیس کلمات برتے جائیں جن کا نہ وہ سزاوار نہ یہ ظالم منصبدار۔ خطاوار تھا۔ تو میں تھا۔ گنہگار تھا۔ تو میں تھا۔ اور الغرض اگر میں نہ گنہگار تھا نہ خطاوار تھا بلکہ ایک فریادی سینہ فگار تھا۔ فرعونی و ہامانی یہ الفاظ مجادلہ بلکہ انہیں کی کمان کے تیر ہیں جو پہلے میں انکے ہاتھوں سے کھا چکا ہوں۔ وَاللہ یہ باتیں بے سند نہیں ان کا ثبوت کامل میرے پاس موجود ہے۔ میں ہر شخص کو اپنے کلیجے کے داغ دکھا سکتا ہوں۔

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزان غالب
رسم امید ہماناں زجہاں برخیزد

الغرض جب یہ چوٹ کھائے ہوئے دل کر نکلے۔ ان اسلام کے برخورداروں نے اپنی حرکات پر نظر کرکے ذرا انصاف کو دخل نہ دیا۔ ایک چلتے ہوئے نوجوان کو نہیں نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک نادان کو (جو بقول خود جناب داغ کی چار برس تک صحبت اٹھا کر حیدرآباد دکن سے شاعری سیکھ کر آیا ہے۔ اپنا پیر مغان بنا کر میرے شکست دلانے کے لئے میدان میں کھڑا کر دیا۔ آہ اس پیارے عزیز کے نیاز مندانہ اخلاق سے یہ کسکو بھول کر بھی گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ان عامیوں کی خاطر اپنے خاص بزرگ سے ٹوٹ کر باغی ہو جائیگا۔ اور غیر جعفدلردل کا وکیل بنکر اس نالایق خالو صاحب سے انتقام کی ٹھہرائیگا۔ جب تک سادہ ۔ ۔ ۔ ۔ دکھاتا رہا۔ میں اسکو اسی نظر سے دیکھا کیا اب جو تمام حدود کو توڑ کر اور تیر و خنجر سے مسلح مجھپر سیدھا ہو لیے۔ میرا زخم خوردہ دل سے فریاد اٹھتی ہے۔ اور میری روح مجروح زار و نالاں ہے۔ ای بد اعمال سے ناواقف لوگو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ یہ حملے اگر میری ذات تک محدود رہتے ہیں۔ کبھی اف نہ کرتا لیکن جان سکتا ہے۔ کہ میرے سید و مولا کی توہین نے میرے دل کے ساتھ کیا کام کیا +

اے محزونوں کے یاور مظلوموں کے دستگیر میں تیرے نام پر قلم اٹھاتا ہوں۔ تو موذی سرکش کا سر نیچا کر۔

یا معین بدحمتک نستعین

ہمارے لائق شاعر منشی سجاد حسین صاحب نے اپنے دل آزار حملوں کے بعد یوں مشہور کیا ہے۔ کہ ہم کو حضرت مرزا صاحب سے کچھ بحث نہ تھی۔ یہ شاعرانہ لڑائی ہے۔ جب ادھر سے چوٹ ہوئی۔ ادھر سے بھی چوٹ کیگئی۔ سبحان اللہ بہت اچھا مقابلہ ہے۔ ایک ایران میں۔ تو دوسرا توران میں ذرا اپنی شاعری سے اتنا تو پوچھئے۔ کہ وہ تین مصرعوں کی رعایت (جو راضی کے مطلع کو چھوڑ کر ہر شعر میں التزام رکھی گئی ہے) کدھر گھس گئی۔ اے صاحبزادے آپ کو کس مسخرے نے شاعر بنایا ہے۔ کیوں داغ کی روح کو لرزاتے ہو۔ ہنوز دلی دور است۔ فن والا ہو۔ تو فن کی بات سمجھانے بچارہ اناڑی کیا جانے۔ لیجیے آپ کی قابلیت تو یہیں سے معلوم ہوگئی۔ آگے دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں۔ ہم کو آپ کی شاعری سے کوئی بحث نہ تھی۔ نہ اس خرافات میں پڑنے کی ضرورت تھی۔ مگر جب آپنے اس ٹٹی کی آڑ میں پناہ لی ہے۔ تو اب ہم کو آپکے کلام معجز نظام کی بھی جانچ پڑتال کرنی پڑی۔ خیر۔ اب ہم آپ کے سبزباغ کی سیر کرتے ہیں۔ دیکھیں کیسے رنگ ڈھنگ ہیں۔

قولہٗ

دعوائے نبوت بیہودہ سخن رانی
انکار ز تو آید زنہار نمی تانی

اقول مرا یاد و ترا فراموش۔ یاد کرو صاحبزادے یہ وہی دعوے ہے جسکو میں نے احادیث صحیحہ سے ثابت کرکے آپ سے تسلیم کرا چھوڑا ہے کہ یہ دعوے مجازاً ہے حقیقتہً نہیں ہے کیا کسی گواہ کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اگر گواہ کی ضرورت ہے۔ تو مولوی سخاوت حسین سے (جو آپکے مولوی ہیں) اس سبق کو دہرا لو۔ اور سبق یاد ہونیکے بعد از راہ صحیح سے پھر ملنے کا مسئلہ بھی پوچھ لو۔ اور مسئلہ پوچھنے کے وقت ذہن میں کسی ایسے شخص کو جو نیا مرید ہو مسئلہ والا بنا لو۔ اور ہماری دانست میں اتنا جھگڑا کیوں کرو۔ سیدھی سی بات ہے۔ صاف کہہ دو کہ وہ کوئی اور سجاد حسین ہونگے میں نہ تھا۔ شرم شرم شرم! حیا حیا حیا! غیرت غیرت غیرت!!!

اور ہاں صاحب ہاں۔ معنی کیا ہوئے۔ اگر کسی لفظ کا تو یا مستبع ہے۔ تو بہر حال سند کا محتاج یہ کہہ دینا کافی نہ ہوگا۔ کہ کسی اہل زبان سے سنا ہے۔ تاوقتیکہ تسلی کے اسباب کامل نہ پیدا ہوں۔ بندہ ایجاد بندہ کا قائل نہیں ہم لوگ مقلد ہیں۔ موجد نہیں ہیں۔

قولہٗ این فحت ایوانی این عیش و تن آسانی
این بندۂ شہوانی واللہ چہ شیطانی

اقول ہمکو حضرت اقدس مرزا صاحب کا مالدار ہونا تسلیم ہے۔ کیونکہ حدیث یفیض المال کی رو سے یونہیں ہونا چاہئیے تھا مگر جس عیش و تن آسانی کو آپ بتا رہے ہیں۔ اسکا یہاں ذکر نہیں نہ وہ ہمکو مسلم ہے۔ کیونکہ وہ صفت دنیاداروں کی ہے۔ اسوقت مجھکو ایک قصہ یاد آیا ہے۔ ہماری بستی میں ایک جوان صالح ایک بزرگ کے مرید ہوئے۔ نیا ذوق شوق تھا۔ تعریفوں کے انبار لگا دئے۔ مگر خدا کی شان دو ہی ہفتے کے اندر چٹک گئی۔ مجھکو اس کی خبر نہ تھی۔ مگر انہیں کی زبان سے معلوم ہوا۔ میں نے دکھڑا سنکر سمجھایا کہ اب یہ ذکر کسی دوسرے کے آگے نہ کرنا۔ ابھی کے روز کے مرید ہو۔ لوگ کیا کہینگے۔ خیر پیر و مرید کی تو صفائی ہو گئی۔ جو برائیاں پیر جی کی جیسے اگے کی گئیں تھی۔ منجملہ ان کے پیر جی کی عیش و تن آسانی کا بھی ذکر تھا۔ اب میں سوچ رہا ہوں۔ کہ یہ کس شخص کا قصہ ہے کیوں میاں سجاد حسین کہیں وہ نو مرید آپ ہی نہ تھے دیکھو بھی اگر میں بھولتا ہوں۔ تو میری یادداشت کی اصلاح کر دینی چاہیئے۔ مگر اتنا تو ضرور بتا دینا چاہیئے کہ وہ عیش و تن آسانی کا لگاؤ اب بھی ہے یا سوخت کر دیا گیا۔ مجھکو تو یہی حیرت ہے کہ آپ کس برتے پر اعتراض کرنے بیٹھے ہیں۔

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
ہمچو آن شیری کہ بر خود حملہ کرد

ادھر رفعت ایوانی ادھر عیش و تن آسانی
ماشاء اللہ بہت اچھا سیاق ہے

قولہٗ ہمپایۂ بوجہلی ہمپلۂ دجالی
تو بودم بے دالی داغولی شیطانی

اقول ۔ ساری کتاب پڑھ گئے۔ زلیخا زن بود یا مرد ابھی تک شاعر غرا کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ بودم دال سے ہے۔ یا تے سے ہم کو جو ملتے ہیں۔ ایسے ہی بو تم ملتے ہیں +

داغ قول۔ ے معنی ایک مہذب شخص نے آپ سے دریافت کئے جواب یہ ملا۔ کہ یہہ نول کا بابا ہے۔ خیر تالی کے تحت میں ہم اس کو بھی سکتے ہیں۔

قولہ ؎ لاحول ہست گویم زین پوران باشد
کافیست پئے شیطان این آیت قرآنی

اقول۔ اے حضرت وہ کون سی آیت قرآنی ہے۔ آپ نے کچھ اسکا پتہ نہ دیا۔ لیکن کہیں لاحول کو تو نہیں آیت قرآنی بنا ڈالا۔ تو بلا توقف آپ پر لاحول پڑھنی چاہئیے۔ اور اگر آپ لاحول کو قبول نہ کریں۔ تو پھر لاحول کے ساتھ اعوذ باللہ بھی لانی چاہئیے۔ کیا کہوں۔ اتباع احمدیت مانع ہے۔ ورنہ سجادحسین تم اس تبرہ بازی کے جواب میں میرے قلم کے فراٹے دیکھ لیتے۔ اتنا ضرور کہونگا کہ جس روز سے تم مرید کیا ہوئے۔ پورے شیطان ہو گئے ہو۔ کیا اس سے پہلے بھی یہی مراعات مادرانہ تھی۔ و نعوذ باللہ من سوء اداب الامھات۔

قولہ گہ گشن کنھائی گہ لاف مسیحائی
حرا بائی و مکاری کافرنہ مسلمانی

اقول۔ کشن کنھائی میں ترکیب عطفی تو ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ دونوں اسموں کا مسمّی واحد ہے۔ رہی ترکیب اضافی وہ ہم کو سمجھا دی جائے۔ سیماق مصرع بھی بہت ٹھیک ہے۔ رہی یہ بات کہ سری کرشن کی نسبت کیسا خیال رکھنا چاہئیے۔ ہماری بات تو قابل پذیرائی نہیں ؎

تو اگر تو اسے چکا و کو دیجو دشمن زند تیز بادک بعد
طلب صادق اور ارشاد رحمانی اور فنا دی
عزیزی کا مطالعہ کرو۔

قولہ ؎ دیگر تو مبتدائی جز فارسی و اردو
بے بہرہ ز عربی کے شارح قرآنی

اقول۔ عربی کی ے کیوں ساکن ہو گئی اگر شفقت و عظمت کا اسکا مقیاس بنا کر پیش کیا جائے۔ تو مقیاس کی طرح کلام ثقات سے اسکی بھی سند دکھاوے اور علم و فن سے بے بہرہ اسکو اپنی شان میں یوں پڑھ۔ بے بہرہ از تازی دیکھ دہ دوسرا عیب لفت کا بھی اُڑ گیا۔

قولہ ؎ طوفان گہے خیز دگہ زلزلہ مے آید
تو حرف چہ سیگیری بر قدرت ربانی

اقول جی ہاں آپ کا فرمانا بہت بجا ہے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب تو زلزلے کی خبر دیکر قدرت ربانی پہ حرف گیر ٹھہرے اور حضرت پیرو مرشد گھر بیٹھے سینکڑوں کوس کی خبر دیکر (کہ اسوقت گجرات میں خوب برف بازی ہو رہی ہے) قدرت ربانی پر حرف گیر نہ ٹھہریں۔ میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو۔ اب کوئی شاعر بیعدیل تو حرف گیری کے معنے سمجھا دے۔ اور یہ طوفان کے نون کا اعلان بلا عطف و اضافت فارسی میں شعرائے کہاں کب سے جائز ہو گیا۔

قولہ ؎ کفار ز تو شادان نے دین نو قرآن
بے مثلی و ثانی در محض شیطانی

اقول ناظرین میں آپ کے تصور میں دو انسانوں کو کھینچکر بہت ... کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو وہ ہے۔ کہ سنت نبوی کے موافق واڑھی بڑھی ہوئی اور لبیں کتری ہوئیں اور دوسرا ایسا ہے۔ کہ لمبی لمبی لبیں چھوٹی ہوئیں اور ڈاڑھی کا صفایا۔ اب مجھکو بتاؤ۔ کہ ان دونوں میں سے کسکو شیطان سمجھنا چاہئیے ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

قولہ ؎ علمت ہمہ ہا ظاہر غفلت ہمہ ہا باہر
نادانی و نادانی نادانی و نادانی

اقول ناظرین۔ صاحبزادے کے مبلغ علم سے تو آپ سرسے سے لطف اٹھاتے چلے آرہے ہیں۔ اب ذرا آپ کے ملکہ عقل سے بھی حظ اٹھانا چاہئیے۔ اوائل میں جب حیدر آباد سے تشریف آئی ہے۔ کیا کیا معقول تعریفیں اُستاد داغ کی سنائی ہیں کہ بس میری روح پھڑک گئی۔ کبھی یوں کہا۔ کہ تکلفات شعریہ پر قادر نہ تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ذرا کسی نے مجّت کی۔ اور گھبرا گئے کبھی یوں کہا۔ کہ خود اپنے بعض کلام کی تشریح میں عاجز تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ اپنا کلام اشاعت سے پہلے ہم جلسہ تلامذہ کو مشورۃً سنا لیا کرتے تھے۔ کبھی یوں کہا۔ کہ ہم نے مجیطہ کے لفظ پر پکڑا اور غلط معنی کی اصلاح کرائی۔ کیوں؟ میاں سجادحسین یہ باتیں کسکے مونہہ کی ہیں۔ یہ قصے کس کی زبان کے ہیں۔ یہ نمونہ کسکی دانائی کا ہے یہ پیمانہ کس کی عقل کا ہے۔ آپ تو کاہیکو مانیں گے۔ خیر میری ہی حماقت کے سر تو پ دیجئے ؎

آنکہ چاہے خویش را تیشہ بنجر
آں بے ادب کہ خندہ بر استاد میزند
جبھی تو فیض استاد سے محروم ہو۔

قولہ ؎ شد ختم نبوت بر مکی مدنی احمد
کذابی و بطالی گر ملہم قرآنی

اقول اجی کدھر بھٹک گئے۔ یوں فرمائیے

ع این سلسلہ بر ابن مریم پسری باشد

ناظرین۔ یہ اشعار میرے مواجہ میں نقل کرائے گئے ہیں۔ میں حق عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اور کاتب اشعار بھی اسی قسم کا شاہد ہے۔ کہ جسوقت کاتب کا قلم ملہم کے لفظ پر پہونچا۔ چلتے چلتے ٹھہر گیا پوچھا جھوٹی ہے سنا کا ہوں۔ بازی ... سے پھر پوچھا۔ پھر بھی جواب ملا۔ آخر اصل اشعار میں ملہم مرے متعلق لکھا گیا۔ ... یہ آپ کی لیاقت علمی کا حال ہے۔ علاوہ ازیں آپ کی تمام عمر مطلب ... میں گذر رہی ہے ... کا یہ حال ہے۔ الحفیظ اللہ ... غلطی پر آپ کا عذر گناہ بدتر از گناہ سننے کے قابل ہے۔ ثقہ راوی کا بیان ہے۔ کہ اتفاق سے اس غلطی کا چرچا۔ گوش مبارک تک پہنچ گیا۔ خود مجتہد ... ہو کے فرمایا۔ کہ اشعار لکھانے کے وقت میں شطرنج میں مشغول تھا۔ شاید یوں ہی لکھا گیا ہوگا۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ ایک یہ گرفت ہی کیا ہے۔ املا اور چیز ہے انشا ... اور چیز۔ اچھا جناب ... صاحب۔ آپ کی شہادت گذشتہ ... ہماری اور میاں سجادحسین صاحب کی وہ دو باتیں ہوتے دیکھئے۔ کیوں ... سجادحسین صاحب۔ کیا سچ مچ آپ شطرنج کھیلتے تھے۔ ذرا بار ... کون شخص تھا جس سے آپ نے ... شطرنج کی درخواست کی۔ اور ہر بار ... کے ساتھ یہی جواب ملا۔ کہ آج میں اور درد سر اور حرارت سے معذور ہوں۔ پھر کیا آپ نشست کی چوکی سے کھیلتے تھے۔ یا سامنے کے پلنگ سے یا بائیں جانب کی کرسی سے یا دیوار پچھواڑے سے۔ اچھا ہم نے مانا جھوٹ سے بھی درگذر کی۔ یونہی سہی۔ آپ شطرنج ہی کھیلتے تھے۔ ہمارے سوال کا جواب دیجئے۔ اس وقت اُس جلسے میں گنتی کے تین شخص تھے۔ ایک صاحب خانہ جو کاتب اشعار تھا۔ دوسرا میں تیسرے آپ۔ میری آپ کی بول چال ترک۔ آپ اور صاحبخانہ شطرنجبازی میں مشغول اب چوتھے کاتب کا نام آپ بتا ہیے کون شخص تھا۔ آہا۔ میں بھولا شطرنج میں شاہ و وزیر بھی ہوتے ہیں۔ شاید یہ بیگار انہیں سے لی گئی ہوگی۔ اے بندہ خدا تازہ مرید ہو۔ کچھ روزوں تو اس مردود شطرنج اور ملعون جھوٹ کو بھٹکا رہا لی ہوتی نیا مرید ابتداً کچھ دنوں تک اپنے کو ضرور بتکلف سنبھالے رہتا ہے۔ آخر میں خواہ گوہ ہی کھانے لگے۔ شاید آپ نے بیعت کے وقت اسطرح سے استغفار پڑھی ہوگی

استغفر اللہ ربی من کل ذنب الا من الشطرنج و الکذب و اتوب الیہ۔ لے اب تو کہو کہ کذاب و بطال کون نکلا۔ دیکھا ایک صادق کی تکذیب کا نتیجہ۔ اے ملہم ربانی سچ سچ تالی بیٹنگ تو سچا ہے۔ اور نیرالہام سچا جس نے تیری توہین پر کمر باندھی۔ غیب سے اُس کی توہین ہوئی۔

قولہ ؎ کارت ہمہ ہا بدعت لعنت بسر بعنت
اندر سنت آتش اے غول بیابانی

اقول۔ کارت فارسی۔ ہمہ ہا فارسی۔ بدعت عربی۔ لعنت عربی۔ بسرت بر ترکیب۔ بوے خالق باری سے آید۔ لعنت ہے۔ ایسی پوچگولی پر۔ غول بیابانی اسی خرد ماغ کو کہنا چاہیے۔ جو بھرتی کے الفاظ استعمال کرے۔

قولہ ؎ سجادا بایں نکرست گوید کہ بھر حیلہ
در شیشہ ترا گیرم گر جنی و الجانی

اقول او شیشہ گر سنبھل شیشہ لیکن اچھا دیکھ اسے تیرے شیشے پر لات پڑتی ہے اپنے شیشہ کی ہی حفاظت لازم
دیکھو پھر تو کوئی ابر کے دامن میں نہیں

ناظرین۔ ... کا تماشا کیجئے۔ جنی والجانی ... کو اگر جنی سے ملائے تو اُدھر الجانی ... اور الجان فارسیوں کا محاورہ نہیں اور اگر الجانی سے ملائے۔ تو ادھر جنی رہ گیا۔ اچھی خاصی خیالی زبان۔ اور اگر ادھر ادھر دونوں سے ملا کر پہلے ساکن پھر متحرک پڑھئے۔ تو آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ کیوں لائق شاعر کیا آپ اسکو اسی طرح باندھیں گے۔ استغفر اللہ نہیں نہیں۔ آپکی بندش یوں ہوگی۔ (گر جنی دگر جانی)۔ لیجئے۔ حضرات یہ ہمارے شاعر غرا کی پھکی ہے ؎

تکیہ غرا از ذیل را خوار کرد
بر زندان لعنت گرفتار کرد

گذشتہ صحبت

کیوں میاں سجاد حسین صاحب کچھ ایام صلح کی بھی باتیں یاد ہیں۔ یا نہیں۔ وہ خواب کس نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایسے ارفع و اعلیٰ مقام پر مقیم ہیں۔ جسکے بیان سے زبان قاصر ہے۔ وہ دیوان حافظ میں کس نے حضرت اقدس کی نسبت فال دیکھکر میر قبائل کا لفظ نکالا تھا۔ وہ حقا کے لفظ پر کون زور دیتا تھا جس کا مقام یہ مطلع ہے۔

ع آں کس کہ ندارد بجہان مہر تو در دل۔
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل۔

بیشک امام وقت سے منحرف ہو کر کسی کی طاعت قبول نہین۔ وہ آخر میں غزل کے مقطع نے ان عالمگیر جھگڑوں کے وقت کس کے حق میں کب فیصلہ کیا تھا۔ پڑھو اس مقطع کو ع

حافظ تو بروبندگی پیر مغان کن
بر دامن او دست زن از ہمہ بگسل

جب دامن کسے ہزار پایا گیا تھا۔ اس مسیح موعود کو یا کسی اور کو۔ از ہمہ بگسل کا مصداق کون ٹھہرایا گیا تھا علمائے مخالفین یا کوئی اور۔ غرض مطلع سے مقطع تک ساری غزل سے فال لیگئی تھی جسکا لفظ لفظ اس مامور من اللہ کی تصدیق سے پر تھا۔ میں سب اشعار نقل کر تا اگر پاس دیوان حافظ موجود نہیں۔ جو قلم یاد آئے لکھ دئے۔ ملتے ہیں سجادہ تیری آنکھیں کیسی کھل کے بند ہو گئیں یہ تجھکو رحمانیت کے بعد لیا شیطانیت لگ گئی وہ تیری انسانیت کیا ہو گئی۔ وہ تیری معقولیت کدھر گئی۔ یہ تیرے منہ میں تیر و نشتر کہاں سے بھر گئے۔ یہ تیری زبان قینچی کیوں ہو گئی کیا میں نے یہ سب ۔۔۔ اندیشان تجھکو پہلے نہ سوجھا دیں۔ نہیں۔ کیا صحبت مخالفین کے بد نتائج اوّل ہی دے سمجھا دئے تھے۔ خیر اب میں آپ سے اور کچھ نہیں چاہتا۔ فقط اتنا کہد یجئے۔ کہ خواجہ حافظ جھوٹے ہیں۔ انکی فال کا کچھ اعتبار نہیں۔ مگر ساتھ ہی اسکے آیندہ کو انکی کتاب سے فال بینی کی قسم کھائی ہوگی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو قسم کھا کر اتنا کہد یجئے۔ کہ یہ باتیں واقعی نہیں۔ بلکہ میرے دل کی بناوٹ ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ کونسا پہلو اختیار کرتے ہیں اگر دونوں باتوں کو نگل گئے۔ تو پھر خدا کے گھر تک آپ کی قسمیں اور اس لسان الغیب حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ بحال۔ آپسے تو ہم کو سب امیدیں منقطع ہو چکیں ہاں توفیق یافتہ دل ۔۔۔ ان باتوں سے متاثر ہونگے۔ سجاد حسین خوب یاد رکھو جب تک تم میں یہ حرکات ہیں۔ خواہ ساری رات مصلّے پر بیٹھکر جھوما کرو۔ بندہ اس سجادہ تسبیح کا قائل نہین۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

خلیل الدین احمد راضی صدیقی ملہر

عالی جناب خواجہ غلام فرید مرحوم چاچڑان شریف کے

مریدوں پر اتمام حجت

خواجہ غلام فرید صاحب مرحوم سجادہ نشین۔ چاچڑان شریف کی جو خط و کتابت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوئی تھی وہ سراج منیر میں چھپ چکی ہے۔ حال میں معزز ہمعصر ریویو آف ریلیجنز نے آپ کی کتاب اشارات فریدی جلد سوم میں سے کچھ اقتباس شایع کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدق دعوے پر بطور شہادت ہے۔ چونکہ الحمد للہ خواجہ صاحب مرحوم کے بعض مخلص مریدین کے ہاں پڑھا جاتا ہے۔ اسلئے یہ شہادت اس غرض سے شایع کی جاتی ہے۔ تاکہ خواجہ صاحب کے مخلص مرید اسی سے فائدہ اٹھائیں۔ فقط

د ہ ۔۔۔ اشارت فریدی جلد سوم صفحہ ۶۹ و ۷۰

ودسخن در ذکر مرزا غلام احمد قادیانی در بیان آں دو فرح ذم منکرین افتادہ بود۔ درویشے حاضر بود سے صفت وثنا مرزا صاحب کرد۔ حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ بدرجہ غایت مسرور شدند۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدا عزوجل میگذراند۔ یا نماز میخواند۔ یا تلاوت قرآن شریف میکند۔ یا دیگر شغل اشغال مینماید۔ و برحمایت اسلام و دین متین کمرہمت بستہ کہ ملکہ زمان لنڈن را نیز دعوت محمدی کردہ است۔ و بادشاہ روس و فرانس وغیرہا ہمہ را دعوت اسلام نمودہ است۔ وہمہ سعی و کوشش او در انیست کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است۔ بگذارند۔ و توحید خدا وند تعالیٰ بگردند۔ و علمائے وقت را ببینید۔ کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گذاشتہ صرف در پے این چنین نیک مرد کہ از اہل سنت والجماعت است۔ بر صراط مستقیم است وراہ ہدایت مے نماید افتادہ اند۔ و بروے حکم تکفیر مے سازند۔ و کلام عربی او را ببینید کہ از طاقت بشریہ خارج است۔ و تمام کلام او مملو از معارف و حقایق و ہدایت است۔ و از عقاید اہل سنت و جماعت و ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔ بعد ازاں فرمودند۔ کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں میان دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است۔ بر تردید وجہ غایت بر دعویٰ مہدویت او گواہ اند۔ یکے اینکہ او گفتہ۔ کہ در حدیث شریف آمدہ است۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعۃ ویصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسمائھم وبلادھم وخلالھم یعنی فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیروں آید مہدی از دیہے کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است و دوم اینست۔ کہ او میگوید کہ در دارقطنی این حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق اللہ السمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ہرگاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اطراف واکناف عالم اشتہار ایں معنی ارسال کرد۔ کہ این پیشین گوئی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند۔ اکنوں تمام شدہ است۔ ہمہ را واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنید۔ و اقرار نمائید۔ پس مولویان وقت طفلانہ سوال کردہ کہ از حدیث شریف این معنی برمے آید۔ کہ از اوّل شب رمضان خسوف قمر شود۔ و در نیم رمضان کسوف شمس گردد۔ و این خسوف بتاریخ سیزدہم رمضان واقع گشتہ و کسوف بتاریخ بست و ہشتم رمضان بوقوع آمدہ۔ این خلاف منطوق حدیث است۔ آں خسوف و کسوف دیگر خواہد بود۔ کہ در زمان مہدی بر حق وقوع یابد۔ بعد ازاں حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ فرمودند۔ سبحان اللہ بشنوید آنچہ مرزا صاحب معنی حدیث شریف مذکور بیان نمودہ۔ و مولویان منکران را جواب دادہ است۔ مرزا صاحب گفتہ کہ معنی حدیث شریف این است۔ کہ برائے تائید و تصدیق مہدی ما دو نشان مقرر اند۔ از آں مدت کہ آسمانہا و زمینہا پیدا شدہ اند۔ آن دو نشان در وقت کسے مدعی بظہور نیامدہ۔ و آں دو نشان اینست۔ کہ در وقت ادعای مہدی موعود خسوف قمر در آن اوّل شب خواہد بود کہ آن شب از سہ شب خسوف اوّل است یعنی شب سیزدہم از رمضان و کسوف شمس در آں روز خواہد بود۔ کہ از درمیانہ روز است یعنی بیست و ہشتم

بعد ازاں حضور فرمودند۔ کہ بیشک معنی حدیث شریف این است کہ مرزا صاحب بیان کردہ۔ چہ خسوف قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہاردہم یا پانزدہم واقع میشود۔ و کسوف شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم یا بیست و نہم ماہ بوقوع مے آید۔ پس خسوف قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء ہژدہ صد و نود و چہار ۴ واقع شدہ است۔ و آن بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اوّل شب از شبہائے خسوف است۔ بوقوع آمدہ و کسوف درمیانہ روز از روزہائے کسوف شمس واقع گشتہ است۔" اور صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے۔

"اندرین اثنا حافظ گون سکنہ حدود گھڑی اختیار خان بہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سقط و ناسزا گفتن آغاز کرد۔ ہمینکہ چہرہ انور حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ بقائہ متغیر گردید۔ و برآں حافظ بانگ زدند و زجر نمودند۔ مے عرض کرد۔ قبلہ چون حالات و صفات حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام و اوصاف مہدی موعود در مرزا صاحب یافتہ نمی شوند چگونہ اعتبار کنیم او مسیح عیسیٰ و مہدی حضور خواجہ ابقاہ تعالیٰ فرمودند۔ کہ اوصاف مہدی پوشیدہ و پنہان ہستند آنچہ نیستند۔ کہ در دلہائے مردم نشستہ است۔ چہ عجب کہ ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی مہدی شدہ۔ چہ در حدیث شریف آمدہ۔ کہ دوازدہ دجال اند۔ پس چندان مہدی اند۔ و در حدیث وارد شدہ است۔ کہ عیسیٰ و مہدی یکے است بعد ازاں فرمودند۔ کہ شرط نیست۔ کہ ہمہ علامات مہدی موافق خیال و فہم مردم کہ در دلہا خود بستہ اند ظاہر شوند۔ بلکہ حافظا امر دیگر گون است۔ اگر چنین بودے کہ مردم خیال کنند پس او را ہمہ خلق مہدی برحق دانستہ با او ایمان آوردے۔ چنانچہ پیغمبران کرامت بر بعضے چند گروہ شدہ بر بعضے کسان ہرگز حال آں پیغمبر مکشوف نگشت ازین سبب ہمیں گروہ انکار آوردند و کافر شدند اگر تمام امت بر پیغمبر حال آں پیغمبر مکشوف شدے۔ ہمہ مسلمانان مے شدے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ اوصاف و علامات آنحضرت صلعم در کتب سماویہ مکتوب و مرقوم بودند۔ و چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظاہر شدند و مبعوث گردیدند۔ بعض علامات را مطابق پندار و فہم و وہم خود نیافتند۔ پس براں کساں کہ امر آنحضرت مکشوف شد او شان ایمان آوردند۔ و برآں گروہ کہ مکشوف نشد۔ انکار کردند ہم چنین است حال مہدی پس اگر مرزا صاحب مہدی باشد کدام امر مانع است

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمّی خداداد ولد پہلوان خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور حال رسالہ بیدار اور مسماۃ کرم بی بی بنت نواب خان قوم بلوچ ساکن گھوگھیات تحصیل بھیرہ ضلع شاہپور [illegible] خداداد مذکور [illegible]
[illegible]
بتاریخ ۱۹ - فروری ۱۹۲۵ء وصیت کرتے ہیں - اور لکھدیتے ہیں کہ اسکے مطابق عمل کیا جاوے -

(۲) اقرار کرتے ہیں کہ ہم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام مسیح موعود رئیس قادیان کے کل دعاوی [illegible] ایمان رکھتے ہیں - اور [illegible]

(۳) اقرار کرتے ہیں - کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے - تمام و کمال پڑھ اور سن لیا ہے - اور ہم ان ہدایات کے جو اس میں درج ہیں - پابند رہینگے - اور ایسا ہی ہم ان ہدایات و ضوابط اور قواعد کے بھی پابند رہینگے - جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف سے یا ان کے مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے شائع ہونگے - اور ایسا ہی ہمارے ورثا ان کے پابند رہینگے -

(۴) ہماری جائداد دونوں کی حسب ذیل ہے
مکان سکونتی قیمت
گھر ایزن وغیرہ گھر کا سامان
ملحانہ مقبوضہ و ملکیت زیور
الکل [illegible] روپیہ کا ہے جس پر ہم دونوں کا مالکانہ قبضہ ہے -
آج کی تاریخ اس جائداد کا دسواں حصّہ [illegible] روپیہ ہوتا ہے - جو ابھی ادا کرتے ہیں - اور جسکی بنسبت حضرت اقدس سے اجازت لی گئی ہے (حسب ذیل ہے)
[illegible] زیور نقرہ وزن [illegible]
[illegible] قیمتی مالیت [illegible] روپیہ اور علاوہ ازیں بموجب اشتہار الوصیت کے شرط اول کے مبلغ [illegible] روپیہ چندہ خداداد [illegible] روپیہ اہل خانہ کا [illegible] روپیہ دیتی ہیں -

(۵) الف - میں اقرار کرتا ہوں - کہ میری آمدنی صرف میری تنخواہ ہے - جو [illegible] روپیہ ماہوار ہے - اور آئندہ جو کچھ میں بچت وغیرہ کرونگا - اس میں شامل ہے - اسلئے اسکو ماہ بماہ بعد وضع خرچ ماہواری ۱/۱۰ حصّہ سلسلہ عالیہ کے اغراض کے لئے دیتا رہونگا - اور میری خرچ کی تعداد [illegible] روپیہ سے زائد کسی حالت میں نہ ہوگی - اس لئے [illegible] روپیہ ماہوار ضرور ادا کرتا رہونگا - [illegible]
[illegible]
کرکے [illegible] ماہوار میں ایک [illegible] بھیجتا ہوں - اسکے جوان ہونے پر وہ بھی سلسلہ احمدیہ کے واسطے دونگا - گویا جسقدر میری جائداد بڑھیگی - اسکا ۱/۱۰ حصّہ ساتھ ساتھ ادا ہوتا رہیگا -

(ب) سوائے اس تنخواہ کے بچت کے اگر کسی سوداگری یا انعام زر سرکار یا دیگر سفر خرچ وغیرہ سے کوئی آمدنی ہوگی - تو اس کا دسواں حصّہ بھی انجمن کے پاس اسی وقت بھیج دیا کرونگا - اور ایسے امور کی مفصل اطلاع انجمن کو دیتا رہونگا - اور اگر میری موت پر کچھ بقایا رہ جاوے گا - تو میرے وارثان کا فرض ہوگا - کہ میری جائداد سے ادا کریں -

(۶) ہم دونوں یہ بھی وصیت کرتے ہیں کہ مرنے کے بعد جنازہ ہمارا احمدی جماعت پڑھے - اور اگر قادیان میں فوت نہ ہووین تو احمدی جماعت میری لاش صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہوچکے ہیں - یا آئندہ شائع ہونگے دار الامان قادیان پہنچائی جاوے - اور وہاں کارپردازان مقبرہ کے سپرد کی جاوے -

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے - کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جسقدر اخراجات ہوں - اسکی متکفل میری وہ جائداد نہ ہوگی - وعدہ بموجب اشتہار وصیت حوالہ انجمن کردی ہے - بلکہ میرے وارثان کی مقبوضہ جائداد سے ہوگا - بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی میں حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے روپیہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالے نہ کیا ہو - اور انجمن نے اس کا اعلان باقاعدہ نہ کر دیا ہو - ایسی حالت میں اگر زائد رقم خرچ ہوگی - تو وہ بھی میری جائداد مقبوضہ وارثان سے وصول کیجائیگی - اور میرے وارث ذمہ دار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور شرعی ضروری سمجھیں گے -

(۸) یہ بھی اقرار کرتے ہیں - کہ یہ وصیت ابتغاءً لوجہ اللہ ہے - اور اگر حالات آئندہ کی ماتحت جنکا مجھے اسوقت علم نہیں میری لاش بہشتی مقبرہ میں دفن نہ ہوسکی تو اس حالت میں بھی میری وصیت قائم رہیگی - یعنی اس کام کے متعلق جو کچھ میں [illegible] دیا ہے - [illegible] بمطابق فقرہ (د) میرا کوئی وارث اس کی [illegible] کا مستحق نہ ہوگا - اور میری لاش قادیان پہنچانے کی کوشش کی جاوے - اور جب تک کارپردازان مقبرہ اجازت نہ دیں - میری لاش اور جگہ دفن نہ کی جاوے - البتہ بطور امانت دفن کی جاسکتی ہے -

(۹) اگر کسی وجہ سے میری لاش حسب فقرہ نمبر ۹ مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی تو کوئی اخراجات وغیرہ کا روپیہ میں جو انجمن کو دے چکا ہوں - یا میری جائداد کے متعلق دے گئے - میرے ورثا کو واپس کرنے یا خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا - بلکہ انجمن ہر طرح کا ذمہ وار ہے جسطرح سے چاہے - کرے - میرے وارثان مکرر مطلع رہیں - کہ میں نے یہ سب وصیت کا روپیہ صرف خداوند کریم اور حضرت اقدس کے حکم سے تعمیل کیواسطے دیا ہے - ورنہ میرا اس مقبرے میں دفن ہونا یا نہ ہونا بالکل انجمن کی رائے پر ہے - اور خدا جانتا ہے - کہ کیا ہوگا - اور یہ وصیت نامہ ہم دونوں کی طرف سے ہے - اسلئے بعض جگہ جو سہواً لفظ واحد کا درج ہے - جمع سمجھا جاوے فقط

(۱۰) چندہ [illegible] نقد کل [illegible] بھیجدیا گیا ہے - اور زیور کی فروخت کا بندوبست حسب تحریر اخوی ام مولوی محمد علی صاحب کر رہا ہوں - اور زیور یا اس کی قیمت حوالہ انجمن ہونے سے پہلے مرجاؤں - تو وہ میرے ذمہ قرضہ شرعی ہے جو بقایا جائداد سے وصول ہوگا -
مورخہ ۱۹ - فروری ۱۹۲۵ء

گواہ شد
عالم شیر سارجنٹ پولیس بقلم خود
العبد
خداداد ولد پہلوان خان بقلم خود
العبد
مساۃ کرم بی بی اہلخانہ خداداد مذکور
نشان انگوٹھا
گواہ شد
سید محمد ولد نظام الدین بلوچ [illegible]
نشان مہر
گواہ شد
محمد ولد نواب بلوچ ملازم [illegible] کر
نشان مہر

ضرورت

میرا ارادہ یہاں پر دوکان نکالنے اور تجارت کرنیکا ہے - انشاء اللہ تعالیٰ
دوکان میں سوڈا واٹر مشین بھی ہوگی اور سب ملازموں کا تو بندوبست ہوگیا ہے - اب صرف ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے - جو سوڈا واٹر مشین کے کام سے بخوبی واقف ہو - اس کے پرزوں کو درست اور ان کی معمولی مرمت خود کرسکتا ہو - ہر ایک قسم کا پانی تیار کرسکتا ہو - دیانت دار ہو - الغرض اپنے کام میں بخوبی ماہر اور ہوشیار ہو - اگر خواندہ (حساب کتاب رکھنے کے قابل) ہو - اور احمدی بھائی ہو تو زہے قسمت - تنخواہ - ۷۵ روپیہ ماہوار علاوہ خوراک کے - وطن سے یہاں تک آنیکا کرایہ ریل و جہاز بھی دیا جاویگا - ہم نے سب بندوبست کرلیا ہے - اور انشاء اللہ ماہ ستمبر کے اخیر تک کام شروع کردیا جاویگا - اسلئے گذارش ہے - کہ مہربانی فرماکر اس ضرورت کو اپنی اخبار گوہر بار کے ذریعہ بہت جلد مشتہر کردیوین - درخواستیں مع سندات لیاقت خاکسار کے نام آوین اور اگر مذکورہ بالا اوصاف والا کوئی احمدی بھائی آپ کا واقف ہو - اور اسکی لیاقت کی آپ تصدیق کریں - اور ذمہ وار ہوں تو سب سے بہتر ہے - لیکن ہر صورت میں اخبار میں یہ ضرور مشتہر کردیں [illegible]

[illegible] Mumtaz Ali Khan
[illegible] Assistant
[illegible]
Zeila Somaliland
Protectorate
[illegible]

مفرح عنبری
قیمت ڈیڑھ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماوین

وزن پانچ تولہ
خوراک ۲ و ماشہ
محصول بذمہ خریدار

ہنرشناس کو دکھلا ہنر۔ کہ خوبئ زر ✣ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر :-

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہے کہ مجھ جیسا ہیچمیرز ملک کے لائق اطبا کی نظر مین اس عزت سے دیکھا جائے جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ملنا اگر ممکن نہین تو قریباً محال ضرور ہے اور یہ محض خدائے کا فضل ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم ✣ مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر ولاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے۔ جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تا حال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہین کرسکین اور نہیں کرسکتین۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چار دن طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہوگئے پبلک جلسون مین لیکچرون کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمدللہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر مین جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا ✣

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کرسکتا ہون کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہین جس حالت مین کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور لـ ثم نر الّفن کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہان ساتھ ہی اس۔ کہ میں یہ بھی نہین مان سکتا۔ کہ آپ کو اسکی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیون نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ضرورت ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لیکر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہوگیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علٰحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کرسکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاءاللہ مفصل ذکر خیر کرونگا یہان صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصرون کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں :-

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگہ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمن پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب۔ لکھنڈرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خان صاحب عبدالمجید خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ونٹیک اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کیمپٹی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب نلشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اماداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤ نٹا بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس رگا ممالک ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب میں ڈسپنسری دمدہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبدالفتاح خان صاحب ایچ۔ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آردی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہریرام صاحب وٹیرنری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبدالقادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤن ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ نبرانی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خان صاحب ایچ۔ ایس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خان صاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ بی۔ بوس صاحب ایچ ایس دھنو سیوہ برما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ بریگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم ضیاءالدین صاحب جویان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چندول ضلع کٹنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیزالرحمن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبداللطیف صاحب نانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبدالکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبدالرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبدالرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبدالجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیرالحسن صاحب گواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار توبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پانک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبدالمجید صاحب جھنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبدالقیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے۔ دربھنگہ۔
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی 'POISON' چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہین ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہون کہ آجکل کی قریباً کل مشتہرہ پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہون یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہین کرسکین۔ اب میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں :-

بھائیون کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور